إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا

درِ اہل بیت پر فکری نگرانی

تصنیف

مولانا سید مکرم شاہ ایبٹ آباد

نائب امیر مرکزی علماء کونسل سادات سماجی تحریک

إِنَّمَا يُرِيدُ ٱللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ ٱلرِّجْسَ أَهْلَ ٱلْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا۔

نام کتاب:۔ درِ اہلِ بیت پر فکری نگرانی

مصنف: مولانا سید مکرم شاہ صاحب

سالِ نگارش:۔ اکتوبر 2025

قارئین بابِ دوم میں پیر صاحب کے استدلالی مضمون جس میں ایک لفظ بھی پیر صاحب کی تحقیق نہیں بلکہ مکمل روافض کی ویب سائٹ سے کاپی پیسٹ ہے ضرور مطالعہ فرمائیں، اس مضمون کے بارے میں پیر صاحب کا کہنا تھا کہ(هم ني سب تحرير مين بتاديا هي غور سي ديكه لين)۔

قلم اٹھا تو حیا کے وضو میں ڈوبا تھا

ہم نے ہر لفظ کو درِ زہراؓ پہ جھکایا ہے

آئینہ کتاب

سببِ تالیف

زیرِ نظر تصنیف "**درِ اہلِ بیت پر فکری نگرانی**" کی تالیف کا بنیادی محرّک وہ علمی و فکری صورتِ حال تھی جو بماہِ اکتوبر 2025 میں **سادات سماجی تحریک** کے علمی پلیٹ فارم مرکزی علماء کونسل کے دائرۂ کار میں پیش آئی۔

یہ تحریک اہلِ سنت والجماعت سے وابستہ تمام سادات کے لیے ایک منظم فورم ہے جس کے تحت شجرۂ نسب کی تحقیق سماجی نظم وضبط اور اس کے علاوہ متعدد شعبہ جات باقاعدہ طور پر قائم ہیں انہی اداروں میں سے ایک اہم اور فکری ذمہ داری مرکزی علماء کونسل کے سپرد ہے جو تحریک کے تمام دینی امور میں اہلِ سنت والجماعت کے مسلکی و نظریاتی مؤقف کی نمائندگی اور رہنمائی کی امین ہے۔

اسی پلیٹ فارم پر ہمارے برادرِ **مکرم** پیر سید قوی اللہ شاہ صاحب نے آیتِ تطہیر کے حوالے سے ایک سوال او مطالبہ پیش کیا کہ آیا اس آیتِ مبارکہ کا مصداق پانچ نفوسِ قدسیہ کے علاوہ کوئی اور بھی ہے؟ اور اگر ہے تو اس پر کوئی صحیح حدیث بطورِ دلیل پیش کی جائے۔ ظاہر ہے کہ علاوہ سے مراد ازواجِ مطہرات ہی ہو سکتی ہیں چنانچہ ہم نے پیر صاحب سے دریافت کیا کہ کیا آپ ازواجِ مطہرات کو اہلِ بیت میں شامل سمجھتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ وہ **100** فیصد ازواجِ مطہرات کو اہلِ بیت میں شمار کرتے ہیں اس وضاحت کے بعد یہ سوال اپنی بنیاد میں غیر معقول و غیر ضروری قرار پایا کیونکہ جب قرآنِ کریم نے ازواجِ مطہرات کو اہلِ بیت کا جزءِ لازم قرار دے دیا تو پھر کسی خارجی روایت یا حدیث سے مزید ثبوت طلب کرنا قرآن کے صریح بیان پر عدمِ اعتماد کے مترادف ٹھہرتا ہے۔

بعد ازاں پیر صاحب کی جانب سے حسبِ وعدہ ایک مضمون موصول ہوا جس کے متعلق انہوں نے فرمایا (ھم نے سب تحریر مین بتادیا ھے غور سے دیکھ لین) پیر صاحب کے اس استدلالی مضمون کے مندرجات نے نہ صرف تعجب بلکہ فکری تشویش بھی پیدا کی اور مزید حیرانگی اس پر ہوئی کہ پیر صاحب نے یہ مضمون اپنے استدلال کے طور پر ارسال فرمائی تھی لیکن وہ مضمون اپنے اسلوب اور استدلال دونوں لحاظ سے مکتبِ روافض کے فکری سانچے سے نکلی ہوئی تھی اور مزید یہ کہ اس مضمون میں ایک لفظ بھی پیر صاحب کی تحقیق نہیں بلکہ روافض کی معروف ویب سائٹ

https://alhassanain.org/urdu/?com=content&id=1410

سے کاپی پیسٹ تھی جہاں یہ مضمون ایک رافضی نے بغض ازواج مطہرات میں لکھ کر اپلوڈ کی تھی ہمیں یوں محسوس ہوا کہ وہ مضمون دراصل اہلِ سنت کے عقائد پر فکری یلغار کی ایک شکل تھی جس میں آیات و احادیث کے مفاہیم کو توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا۔

چونکہ اس قسم کے مباحث اور مضامین سادات سماجی تحریک کے نوجوانوں اور عام اہلِ سنت کے اذہان میں تشکیک اور اضطراب پیدا کرنے کا سبب بن سکتے تھے اس لیے ضروری سمجھا گیا کہ اس مسئلے پر ایک جامع تحقیقی اور مدلل موقف اہلِ سنت والجماعت کی نمائندگی میں رسالہ صورت میں پیش کیا جائے تاکہ ایک طرف یہ تصنیف **تحریک کے** علمی ریکارڈ کا حصہ بنے اور دوسری طرف اہلِ سنت بالخصوص ساداتِ کرام اس سے فکری رہنمائی حاصل کر سکیں۔

یہی احساسِ ذمہ داری یہی فکری غیرت اور یہی دینی غیرتِ ایمانی اس کتاب کی تالیف کا سبب بنی تاکہ اہلِ بیتِ اطہارؑ کی عظمت و حرمت اور ازواجِ مطہراتؓ کے مقام و تقدس کے دفاع میں اہلِ سنت والجماعت کا مؤقف نہ صرف واضح ہو بلکہ علمی استحکام کے ساتھ تاریخ کے صفحات پر ثبت ہو۔

بندہ سید مکرم شاہ ایبٹ آباد

نائب امیر مرکزی علماء کونسل سادات سماجی تحریک

انتساب

یہ تصنیف ان مقدس ارواح کے نام ہے جن کے فیضِ قرب سے ایمان کو یقین کی روشنی اور عقیدت کو شعور ملا۔ امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کی اُن منور ہستیوں کے نام جن کی حیاتِ طیبہ حیاوفااور علم نبوت کے جمال سے معمور ہے اور ان پانچ نفوس قدسیہ کے نام جن کے نور سے ہدایت کی راہیں منکشف ہوئیں اور جن کی محبت سے معرفت کا افق منور ہوا یہ تحریر ان ہی جلالت مآب نفوس کے دامنِ تقدیس سے منسوب ہے جن کے اطراف حق کی حرمت کا دائرہ نور کھنچا ہوا ہے اور جن کے ذکر میں الفاظ خود عقیدت کے سجدے میں جھک جاتے ہیں اگر یہ کتاب اپنی تمام تر خامیوں کے باوجود اخلاص کے ایک ذرّے کی صورت میں بھی بارگاہِ خداوندی میں پہنچ سکے تو یہی میرے فکر و قلم کی سب سے بڑی نجات اور قبولیت ہو گی۔

بابِ اوّل

اس باب میں ہم انشاء اللہ سادات سماجی تحریک کے مرکزی علماء کونسل میں آیت تطہیر کے ضمن میں پیر سید قوی اللہ شاہ صاحب کے ایک انوکھے سوال اور اس کے ذیل میں ہونے والی گفتگو کی مکمل روئیداد ہدیہ قارئین کریں گے۔

سوال یہ تھا کہ مرکزی علماکونسل کے تمام علماء اور مفتیان کرام سے مطالبہ ہے کہ آیت تطہیر کی روشنی میں پانچ نفوسِ قدسیہ کے علاوہ اگر کوئی اہل بیت ہیں تو اس پر صحیح حدیث بطورِ دلیل پیش کریں۔ فافھم یاد رہے کہ یہاں علاوہ سے مراد ازواج رسول ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد لله الذي هدانا للإيمان وأكرمنا باتباع خير الأنام محمّدٍ ﷺ وجعلنا من المقرّين بفضائل آل بيته الأطهار وأزواجه الطاهرات وصحبه الأخيار الذين اصطفاهم الله لصحبة نبيّه ونصرة دينه فكانوا مشاعل الهدى في دياجي الجهل والضلال وصلى الله وسلم وبارك على سيدنا محمّد وعلى أهل بيته الذين شملهم قوله تعالى إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهّركم تطهيرًا فهم أهل الكساء في ضوء أحاديث الكساء وأزواجه الطاهرات في ضوء سورة الأحزاب رضي الله عنهن أجمعين ورضي الله عن صحابة رسول الله ﷺ الذين حملوا راية الحق وجاهدوا في سبيل الله بأموالهم وأنفسهم فبلّغوا الرسالة وأقاموا الحجة وكانوا حراس العقيدة رضي الله عنهم أجمعين ونحمد الله تعالى على ما منّ به من نعمة المحبة لأزواج نبيه وأصحاب الكساء وصحابته الأبرار وعلى ما وفّقنا إليه من لزوم طريق الاعتدال في فهم آية التطهير إذ عصمنا من مزالق الإفراط والتفريط وربطنا بجماعة أهل السنة والجماعة ووقانا من إثارة الأسئلة السخيفة ومن نشر الشبهات المشككة على طريقة الروافض في شأنهم ووقانا مزالق الهوى والضلال في مقامهم ونسأله سبحانه أن يجعل أقلامنا ذبًّا عن حمى الرسالة وأن يتقبّلها حراسةً فكريةً على أبوابهم الشريفة وأن يجعل ألسنتنا سيوفًا في وجه الباطل وأن يجمعنا يوم القيامة تحت لواء نبيه المصطفى ﷺ مع آله وأزواجه وصحبه أجمعين آمين اما بعد۔۔۔

سادات سماجی تحریک کی مرکزی علماء کونسل

سادات سماجی تحریک کی مرکزی علماء کونسل اہل علم مفتیان کرام اور قرائے عظام کا ایک متوازن اور معتدل پلیٹ فارم ہے جس کی بنیاد دستوری طور پر مکتب جمہور اہل سنت والجماعت کے عقائد نظریات اور افکار پر رکھی گئی ہے یہ کوئی رسمی یا غیر سنجیدہ فورم نہیں بلکہ جملہ سادات اور خصوصاً تحریک کی فکری و دینی رہنمائی کا ایک فعال سنجیدہ اور ذمہ دار مرکز ہے اس کا مقصد محض گفتگو یا معلومات کا تبادلہ نہیں بلکہ امت کے فکری تشخص کی حفاظت اور صحیح دینی سوچ کا فروغ ہے۔

دورِ فتن میں سوشل میڈیا کا فکری انتشار اور اہلِ علم کی ذمہ داری

دور حاضر میں سوشل میڈیا کا منظر نامہ ایک شتر بے مہار کی مانند ہو چکا ہے وہ دو دھاری تلوار بن چکا ہے جس کی ایک دھار معلومات کی سہولت ہے تو دوسری دھار گمراہی افواہ اور انتشار ہے بد قسمتی سے سوشل میڈیا پر صحیح وغلط کا معیار تحقیق کے بجائے لائکس اور شیئرَ کی تعداد بن چکی ہے جس چیز پر زیادہ قہقہے لگیں زیادہ ویوز آئیں وہی سچ سمجھی جاتی ہے یہی وہ مقام ہے جہاں اہل علم کے لیے فکری طور پر چوکس ہونا ضروری ہو جاتا ہے انہیں اپنی ذات اپنے متبعین خصوصاً سادات کرام جو امت مسلمہ کا قیمتی سرمایہ ہیں کو اس اندھی نگری کے سیلاب سے بچانے کی ہر ممکن تدبیر کرنی چاہیے۔

سوشل میڈیا کی گمراہی کا پہلو صرف بے حیائی یا اخلاقی بگاڑ تک محدود نہیں بلکہ دین عقیدت اور تحقیق کے نام پر ایسے نظریات کو ہوا دی جارہی ہے جو دراصل عقائد و محبت دونوں کو مجروح کر دیتے ہیں کبھی یہ فتنے غیر معقول سوالات کی شکل میں سامنے آتے ہیں کبھی مختصر کلپس کے پردے میں کبھی من گھڑت استدلال کے رنگ میں کبھی زہر آلود مضامین کے رنگ میں نتیجتاً اہل سنت والجماعت کے عقائد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مناصب اور اہل بیت اطہار علیہم السلام کے مقامات کو مشکوک بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

مکتبِ اہلِ سنت کا اعتدال اور فہمِ متوازن

انہی مباحث میں ایک اہم اور حساس مسئلہ آیت تطہیر کے مفہوم اور اہل بیت کی تعیین سے متعلق ہے مکتب اہل سنت والجماعت کا نظریہ اس باب میں نہایت متوازن مدلل اور حقیقت پر مبنی ہے لیکن افسوس کہ دو انتہائیں اس مسئلے کو الجھا دیتی ہیں اگرچہ یہ غیر معقول انتہائیں کوئی نئی نہیں بلکہ عرصہ دراز سے عقیدت اور عقیدہ کی آڑ میں افراط و تفریط کا مظاہرہ کرتی چلی آرہی ہیں۔

ایک گروہ وہ ہے جو اصرار کرتا ہے کہ آیت تطہیر میں اہل بیت کا مصداق صرف ازواج مطہرات ہیں وہ اپنے مؤقف پر سختی سے قائم ہیں اور باقی اہل بیت یعنی پانچ نفوس قدسیہ کو اس دائرے سے خارج سمجھتے ہیں دوسری طرف ایک گروہ وہ ہے جو دعویٰ کرتا ہے کہ آیت تطہیر میں اہل بیت کا مصداق صرف اور صرف پانچ نفوس قدسیہ ہیں یعنی نبی

کریم ﷺ حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ بظاہر یہ دوسرا نظریہ عقیدت میں ڈوبا ہوا محسوس ہوتا ہے مگر درحقیقت یہ وہ دروازہ ہے جہاں سے ازواج مطہرات کو اہل بیت سے خارج کرنے کا تصور جنم لیتا ہے۔

یہی وہ مقام انحراف ہے جہاں مکتب رفض نے حقائق سے رخ موڑا اور منشاء الہی و منشاء نبوی کے خلاف ایک نظریہ گھڑ لیا ازواج مطہرات کے اخراج کے بعد ان کے نزدیک اہل بیت کو معصوم عن الخطا ماننے کا عقیدہ اور اسی کے نتیجے میں ازواج مطہرات پر تنقید اور بدگوئی کا دروازہ کھل گیا یہ روش دراصل عقیدت کے لبادے میں بے ادبی فکری گمراہی اور تشدد کا مظہر بن گئی۔

اس کے برعکس مکتب جمہور اہل سنت والجماعت نے ہمیشہ اعتدال کا راستہ اختیار کیا جمہور اہل سنت والجماعت کے نزدیک آیت تطہیر میں اہل بیت کا مصداق ازواج مطہرات اور پانچ نفوس قدسیہ دونوں ہیں ہر ایک کو اس کے مقام فضیلت اور شان کے ساتھ تسلیم کیا گیا ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے جس کے لیے جو درجہ مقرر فرمایا اسی کے ساتھ اہل سنت نے اسے تسلیم کیا یہ عقیدہ کسی جذباتی یا تعصبی روش پر نہیں بلکہ نصوص قطعیہ سیرت نبویہ اور منشاء الہی و نبوی کی روشن دلیلوں پر قائم ہے۔

گویا آیتِ تطہیر ایک ایسا آفتاب ہے جو ایک ہی وقت میں دو سمتوں کو منور کرتا ہے اگر کوئی صرف ایک رخ دیکھے تو اس کی روشنی ادھوری رہ جاتی ہے۔ ایک طرف ازواجِ مطہرات کا وہ دائرہ ہے جو نبیِ کریم ﷺ کے گھر کی اساس اور روح ہے دوسری طرف وہ نفوسِ قدسیہ ہیں جن پر نبوت کی تجلیات مرکوز ہیں اب اگر کوئی یہ سمجھے کہ اہلِ بیت سے مراد صرف ازواجِ مطہرات ہیں تو وہ گویا شاہی فرمان کے مفہوم کو محدود کرتا ہے اور اگر کوئی دوسرا یہ دعویٰ کرے کہ اہلِ بیت سے مراد صرف پانچ نفوسِ قدسیہ ہیں اور ازواج رسول اس فرمان سے خارج ہیں تو وہ دراصل بادشاہ کے فرمان کو اپنی خواہش کے مطابق محدود کرتا ہے اور دربار کے نظم کو خراب کرتا ہے اور اس گھر کے اصل نظام کو ٹکڑوں میں بانٹنا چاہتا ہے۔

مگر جو شخص عدل و فہم کے ساتھ بات کرتا ہے وہ جانتا ہے کہ اس فرمان میں ازواجِ مطہرات بھی میں شامل ہیں اور پانچ نفوسِ قدسیہ بھی ہر ایک اپنی شان قربت اور نسبت کے مطابق اس تطہیر اور عزت میں شریک ہے یہی وہ توازن ہے

جو مکتبِ اہلِ سنت والجماعت کا خاصہ ہے یہی وہ اعتدال ہے جو تفرقے کے اندھیروں میں چراغ کی طرح جلتا ہے اس نے نہ کسی کو محروم کیا نہ کسی کو بے جا فوقیت دی بلکہ ہر ایک کو اس کا حق اس کی قدر اور اس کا مقام عطا کیا یہی نظریہ منشائے الٰہی اور منشائے نبوی کے عین مطابق ہے۔

فکری محاذ پر سادات سماجی تحریک کی علمی ذمہ داری

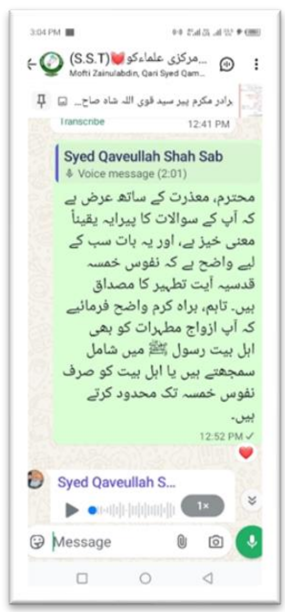
لہٰذا سادات سماجی تحریک کی مرکزی علماء کونسل کے ہر رکن کی ذمہ داری ہے کہ وہ جمہور اہل سنت والجماعت کے اس معتدل و متوازن نظریے کو عام کرنے کے ساتھ اس کی فکری نگرانی بھی کریں اور امت کے اندر تفرقہ اور بدگمانی کے دروازے بند کرے نوجوان نسل کو سوشل میڈیا کی فکری آلودگی سے بچائے عقیدت کے نام پر بے ادبی اور جذبات کے نام پر گمراہی کو خود بھی پہچانے اور دوسروں کو بھی پہچاننے کی تربیت دے یہی وقت کی سب سے بڑی ضرورت ہے کہ ہم علم و بصیرت کے ساتھ اس فکری میدان میں قدم رکھیں تاکہ عقیدہ بھی محفوظ رہے اور عقیدت بھی سلامت رہے۔

پیر سید قوی اللہ شاہ صاحب کا سوال اور اس کا علمی تجزیہ

غالباً دو ہفتے قبل کی بات ہے کہ سادات سماجی تحریک کی مرکزی علماء کونسل میں ہمارے ایک برادر مکرم پیر سید قوی اللہ شاہ صاحب نے ایک سوال پیش کیا اور اسے اپنا باضابطہ مطالبہ بھی قرار دیا ساتھ ہی تمام اراکین علماء کونسل کو دعوت دی کہ وہ اس مسئلے پر تحقیق کرکے جواب پیش کریں پیر صاحب کا مطالبہ یہ تھا کہ اگر آیت تطہیر کی روشنی میں پانچ نفوس قدسیہ کے علاوہ کوئی اور اہل بیت ہیں تو اس پر صحیح حدیث بطور دلیل پیش کی جائے ہم چونکہ پیر صاحب کو اہل سنت والجماعت کے ایک معزز عالم کے طور پر جانتے ہیں اس لیے ان کے سوال نے ہمیں تعجب میں ڈال دیا کہ ایک اہل سنت عالم کی جانب سے آیت تطہیر کے مفہوم میں ایسا سوال جس میں صرف حدیث کا مطالبہ ہو اور تفسیر کے اصول و ضوابط کو نظر انداز کیا جائے حقیقت میں غیر اصولی اور غیر منطقی محسوس ہوا تاہم ہم نے بدگمانی سے احتراز کرتے ہوئے ابتدائی طور پر مختصر وضاحت ان کے سامنے رکھی کہ کسی قرآنی آیت کے مفہوم کو سمجھنے میں محض حدیث کو معیار بنانا اور بقیہ اصول تفسیر کو ترک کر دینا خود تفسیر کے مسلمہ منہج سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔



چونکہ پیر صاحب اپنے بات پر اصرار کرتے رہے اس لیے ہم نے دوبارہ ان سے دریافت کیا کہ کیا آپ ازواج مطہرات کو اہل بیت مانتے ہیں یا نہیں کیونکہ بظاہر آپ کے سوال سے یہی تاثر مل رہا تھا کہ آیت تطہیر کے مصداق صرف پانچ نفوس قدسیہ ہیں اور ازواج مطہرات اس میں شامل نہیں۔



اس پر پیر صاحب نے جواب دیا کہ میں ایک نہیں 110 فیصد ازواج مطہرات کو بھی اہل بیت مانتاہوں ہم نے وعدہ کیا کہ سفر کے اختتام پر پیر صاحب سے اس پر گفتگو ہو گی پیر صاحب نے پورے ایک درجن الفاظ سے ہمارا شکریہ ادا کیا اور ہم نے ان کے شکریے کو ان کے علمی ذوق کا قرینہ سمجھتے ہوئے اس گفتگو کو سنجیدگی سے آگے بڑھانے کا فیصلہ کیا۔



آیتِ تطہیر کے سوالات اور فکری انحراف کی جڑیں

یہاں سے سوال کارخ مزید پیچیدہ ہو گیا تھا اگر پیر صاحب ازواج مطہرات کو اہل بیت مانتے ہیں اور پانچ نفوس قدسیہ کو بھی اہل بیت تسلیم کرتے ہیں تو یہ تو عین مکتب اہل سنت والجماعت کا متوازن عقیدہ ہے پھر اسی نظریے پر سوال اٹھانا دراصل ماننے کے بعد مانگنے کی ضد کے مترادف ہوا جو اصولی اعتبار سے غیر معقول غیر اصولی اور غیر منطقی ہے تاہم پیر صاحب نے اپنے سوال اور مطالبے پر مسلسل اصرار جاری رکھا اس دوران انہوں نے مختلف احادیث کے اقتباسات نامعلوم سکرین شارٹس لنکس اور صوتی پیغامات ارسال کیے جنہیں ہم نے بطور امانت محفوظ کر لیا اگرچہ یہ چیزیں ہمارے لیے نئی نہیں تھیں کیونکہ اس نوع کے موضوعات ہم مطالعے کے جنونی دور میں معتدل مزاج شیوخ اور اساتذہ کی نگرانی میں بڑے تفصیل سے پڑھ چکے تھے اور ایسے استدلالات عموماً مکتب رفض کی تحریروں اور مناظرات میں ملتے ہیں جن سے آج کا سوشل میڈیا بھرا ہوا ہے جہاں سے اس طرز سوالات کی ابتداء ہوتی ہے اور مقصد تحقیق نہیں بلکہ اہل سنت کے نوجوانوں کے اذہان میں تشکیک پیدا کرنا ہوتا ہے۔

فکری اختلاف کا تحقیقی جواب

چونکہ یہ طرزِ سوال اہل سنت کے مزاج اور علمی منہج سے مطابقت نہیں رکھتا تھا اس لیے ہم نے محتاط انداز میں عرض کیا کہ یہ سوال بذات خود غیر اصولی غیر معقول اور غیر منطقی ہے اہل سنت کے نزدیک آیت تطہیر کی روشنی میں ازواج مطہرات اور پانچ نفوس قدسیہ دونوں اہل بیت کے مصداق ہیں لہذا کسی ایک کے اثبات یا دوسرے کے انکار کی بنیاد پر سوال اٹھانا دراصل متوازن عقیدہ کو غیر ضروری طور پر مشکوک بنانا ہے۔

مزید یہ کہ پیر صاحب نے اسی سوال اور مطالبے کو مختلف عوامی گروپس میں بھی موضوعِ گفتگو بنایا جس کے نتیجے میں وہی ہوا جس کا اندیشہ تھا کہ نوجوانوں کے ذہنوں میں تشکیک اور تذبذب کے آثار نمایاں ہونے لگے انہی گروپس میں پیر صاحب نے یہ شکوہ بھی فرمایا کہ میں نے علماء کونسل سے مطالبہ کیا تھا مگر آج تک کسی نے آیتِ تطہیر کی روشنی میں پانچ نفوسِ قدسیہ کے علاوہ کسی اور کے اہلِ بیت ہونے پر کوئی صحیح حدیث پیش نہیں کی۔

بالآخر ہم نے تقریباً 34 صفحات پر مشتمل ایک رسالہ پیر صاحب کی خدمت میں پیش کی جو تین حصوں پر مشتمل تھا جس میں ان کے سوال اور استدلالات کا تفصیلی علمی و تحقیقی جواب دیا گیا اس تحریر میں قرآن و سنت کی روشنی میں واضح کیا گیا کہ مکتب اہل سنت والجماعت ہی وہ مکتب ہے جو آیت تطہیر کے تمام مصادیق کو عدل و توازن کے ساتھ تسلیم کرتا ہے۔

ہم نے یہ بھی عرض کیا کہ پیر صاحب ہمارے لیے محترم ہیں لیکن اختلاف دلیل کو اختلاف دل نہ بنایا جائے اگر کسی بات میں ان کے جذبات کو ٹھیس پہنچی ہو تو ہم پیشگی معذرت خواہ ہیں مگر اہل سنت کے عقیدے کا علمی دفاع ہمارا منصبی فریضہ ہے اور اس سے دستبردار ہونا ہمارے لیے ممکن نہیں۔

ذیل میں ہم ان شاء اللہ ان 34 صفحات کے چند اہم مباحث اور حقائق قارئین کے سامنے رکھیں گے اگرچہ حقائق کبھی کبھار کڑوے ہوتے ہیں مگر ان کا بیان کرنا بھی ناگزیر ہوتا ہے۔

پیر صاحب کے سوال کے فکری آفٹر شاکس اور ان کے نتائج کی عقید تیں

جن عوامی واٹس ایپ گروپس میں پیر صاحب نے اپنے اسی سوال اور فقط حدیث کے مطالبے کا ذکر کیا تھا انہی سے مختلف چھ نوجوانوں نے ہم سے رابطہ کیا جن میں سے چار نے الگ الگ یہی سوال اٹھایا کہ جب پیر صاحب علمائے کرام سے یہ مطالبہ فرمارہے ہیں کہ اگر پانچ نفوسِ قدسیہ کے علاوہ کوئی اہلِ بیت میں داخل ہیں تو اس پر حدیث پیش کی جائے تو آپ حضرات کیوں حدیث پیش نہیں کرتے ہم نے انہیں کلم الناس علیٰ قدرِ عقولھم کے مطابق نہایت نرمی کے ساتھ سمجھایا کہ برخوردار جب کوئی بات قرآنِ کریم سے ثابت ہو جائے تو پھر اس پر بطورِ دلیل حدیث پیش کرنے کی حاجت باقی نہیں رہتی الحمد للہ وہ ہماری بات کی اصل کو سمجھ گئے مگر شاید ان کے ذہنوں سے یہ شبہ پوری طرح نہ مٹ سکا کہ اگر بات واقعی اتنی واضح ہے تو پھر پیر صاحب مسلسل یہی سوال کیوں دہرا رہے ہیں ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان نوجوانوں کے ایمان عقیدے اور فہمِ دین کی حفاظت فرمائے۔

غیر معقول سوالات کا زہر اور نوجوانوں پر فکری اثرات

ان کے علاوہ جن دو نوجوانوں نے کانفرنس کال کے ذریعے ہم سے رابطہ کیا ان کے سوالات کا انداز نہایت خطرناک بلکہ لرزہ خیز تھا سن کر دل دہل گیا اور افسوس ہوا کہ پیر صاحب کا وہ غیر اصولی سوال جسے وہ نہایت درست اور معقول سمجھتے ہیں سادہ لوح نوجوانوں کے اذہان میں کس قدر زہر آلود اثر چھوڑ گیا ہے نہ معلوم یہ غیر محتاط طرز مزید کتنے معصوم اذہان کے عقائد عقیدتوں اور نظریات کو مجروح کرے گا ہم پیشگی استغفار کے ساتھ ان دونوں نوجوانوں کی گفتگو کا خلاصہ قارئین کے سامنے رکھتے ہیں۔

نوجوانوں نے سلام دعا کے بعد پہلا سوال کیا کہ پیر سید قوی اللہ شاہ صاحب کیسے انسان ہیں؟ ہم نے جواب دیا کہ پیر صاحب ایک اچھے عالمِ دین ہیں اور ماشاء اللہ محبِّ اہلِ بیت ہیں اس پر ان کا دوسرا جملہ یہ تھا کہ جب پیر صاحب آپ علماء سے بار بار سوال کرتے ہیں کہ حدیث پیش کرو اور آپ پیش نہیں کرتے یعنی آپ کے پاس پانچ نفوسِ قدسیہ کے علاوہ ازواجِ مطہرات کے اہلِ بیت ہونے پر کوئی حدیث نہیں تو اس کا صاف مطلب ہوا کہ صرف پانچ نفوسِ قدسیہ ہی اہلِ بیت ہیں اور آپ علماء صحیح بات چھپاتے ہو۔

ہم نے نہایت تحمل سے سمجھایا کہ برخوردارو یہ مسئلہ اتنا سادہ نہیں جتنا تم سمجھ رہے ہو قرآنِ کریم کی کسی آیت کی تفسیر اصول و ضوابط کے تحت کی جاتی ہے تم کسی مناسب وقت میں اطمینان سے رابطہ کرو ان شاء اللہ ہم تفصیل سے وضاحت کریں گے اور آپ کو پوری بات سمجھائیں گے مگر ان نوجوانوں نے جواب دیا کہ ہمیں مولوی نہیں بننا بس اتنا ہمیں پیر صاحب کے سوال سے سمجھ آگیا کہ جب پانچ نفوسِ قدسیہ کے علاوہ ازواجِ رسول کے اہلِ بیت ہونے پر کوئی حدیث پیش نہیں کی جاتی تو پھر ازواجِ رسول کو خواہ مخواہ اہل بیت میں گھسیڑا جارہا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یہ امر نہایت رنج انگیز اور تکلیف دہ تھا کہ کوئی شخص ہماری ماؤں ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے بارے میں اس طرح کے نازیبا الفاظ زبان پر لائے اور یہ جسارت ہمارے بے محل غیر معقول اور غیر سنجیدہ سوالوں سے جنم لے ہمیں چاہیے کہ ہم فوراً اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ و استغفار کریں اور علانیہ ایسے سوالات اور طرزِ گفتار سے براءت کا اعلان کریں تاکہ روزِ محشر آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں اپنی ماؤں کے سامنے شرمندگی کا بوجھ نہ اٹھانا پڑے۔ قارئین اندازہ فرمائیں کہ پیر صاحب کے غیر معقول سوال نے نوجوانوں کو ازواج مطہرات کے حوالے سے کیسے بے ادب طریقہ اظہار کے لئے راستہ ہموار کیا۔ فتدبروا

پیر صاحب کے سوال کی غیر معقولیت

پیر صاحب کے سوال کی غیر معقولیت دراصل اسی حقیقت میں پنہاں تھی کہ وہ اپنے وجود مقدم ہی پر محل نزاع تھا کیونکہ پیر صاحب ایک ایسے امر کو سوال بنارہے تھے جو نہ صرف حقیقت بلکہ منصوص اور مسلمہ حقیقت ہے اور جس کا ثبوت خود قرآن کریم سے قائم ہے یہ طرز عمل علم و منطق دونوں کے بنیادی اصولوں سے متصادم تھا اور اسی موقف پر مسلسل اصرار کیے رکھنا تعجب ہی نہیں بلکہ اپنے جوہر کے اعتبار سے اعجب امر تھا۔

جب سوال علم کے بجائے شخصیت کا امتحان بن جائے

ہم نے ابتدا میں یہ گمان کیا کہ شاید پیر صاحب کو یہ مسلمہ اصول معلوم نہ ہو کہ جب کسی امر کا ثبوت براہ راست قرآن کریم سے قائم ہو جائے تو پھر اس پر بطور دلیل کسی حدیث کی حاجت باقی نہیں رہتی لیکن چونکہ ہم انہیں اہل سنت والجماعت کے ایک جید عالم کے طور پر جانتے ہیں اس لیے یہ گمان فوراً باطل ٹھہرا پھر خیال آیا کہ شاید پیر

صاحب کسی فکری التباس اور مطالعاتی الجھاؤ کا شکار ہوں جس کے مطابق وہ یہ سمجھ بیٹھے ہوں کہ پانچ نفوس قدسیہ کے علاوہ کوئی اہل بیت نہیں مگر اسی لمحے ان کا اپنا اقرار ذہن میں گونج اٹھا کہ میں ازواج رسول ﷺ کو ایک 100 نہیں بلکہ 110 فیصد اہل بیت مانتا ہوں چنانچہ یہ خیال بھی زائل ہوا اب ہمارے سامنے تین پہلو نہایت واضح تھے۔

ایک تو پیر صاحب کی حیثیت بطور اہل سنت والجماعت کے معزز عالم کی۔

دوسرے جمہور اہل سنت کا متفقہ عقیدہ کہ آیت تطہیر کی روشنی میں ازواج رسول ﷺ اور پانچ نفوس قدسیہ دونوں اہل بیت کے مصداق ہیں۔

تیسرے خود پیر صاحب کا یہ سوال کہ اگر پانچ کے علاوہ کوئی اہل بیت ہے تو اس پر صحیح حدیث بطور دلیل پیش کی جائے ظاہر ہے کہ پانچ کے علاوہ کا مفہوم صرف ازواج رسول ﷺ ہی پر منتج ہوتا ہے اور عجیب بات یہ کہ پیر صاحب کے تمام طرز استدلالات اور اندازِ بیاں یہ بتا رہا تھا کہ اہل بیت صرف پانچ نفوس قدسیہ ہیں۔ کما سیاتی

اس کے ساتھ ہمارے پیش نظر وہ پورا فکری پس منظر بھی تھا جو مکتب رفض کی تحریروں میں واضح طور پر جھلکتا ہے جہاں ازواج رسول ﷺ کو اہل بیت سے خارج کر کے تشکیک اور بدگمانی کے دروازے کھولے جاتے ہیں ان تمام حقائق کو سامنے رکھ کر جب ہم نے غور کیا تو یہ امر واضح ہوا کہ پیر صاحب کا یہ سوال اپنے اصل کے لحاظ سے غیر معقول غیر اصولی اور غیر منطقی ہی کہا جا سکتا ہے۔

اگر یہی سوال ہم سے کوئی ایسا شخص کرتا جس کی پہچان ہمارے سامنے بطور اہل سنت والجماعت کے عالم دین کے نہ ہوتی تو یہ سوال ہمارے لیے ہرگز باعث تعجب نہ تھا اور نہ ہی ہمیں اسے غیر معقول غیر اصولی یا غیر منطقی کہنے کی کوئی حاجت پیش آتی مگر چونکہ یہ سوال ایک ایسے شخص کی جانب سے سامنے آیا جو خود کو اہل سنت والجماعت کے عالم دین کی حیثیت سے پیش کرتا ہے اس لیے یہی نسبت اس سوال کو محل تعجب بھی بناتی ہے اور اپنے نتیجے کے اعتبار سے غیر اصولی غیر منطقی اور غیر معقول بھی ہے۔

علم کی بلندی سے اُٹھنے والا غیر متوقع سوال

یوں سمجھ لیجئے جیسے کوئی ماہر طبیب جو برسوں سے طب و حکمت پڑھاتا ہو اچانک یہ سوال اٹھادے کہ کیا پانی بھی پیاس بجھاتا ہے اب اگر یہی سوال کوئی عام شخص کرے تو تعجب نہیں ہوتا بلکہ اسے لاعلمی سمجھ کر درگزر یا سمجھانے کی کوشش کی جاسکتی ہے مگر جب وہی بات ایک بڑے حکیم یا استادِ طب کی زبان سے نکلے تو حیرت ہوتی ہے کہ جسے بنیادی اصول ازبر ہونے چاہئیں وہ انہی پر سوال اٹھارہا ہے یہی کیفیت یہاں بھی ہے کہ اگر یہی سوال کسی عام شخص کی طرف سے ہوتا تو قابلِ فہم تھا مگر جب یہ سوال ایک اہل سنت والجماعت کے عالم دین کی جانب سے اٹھا تو وہی بات خلافِ اصول و منطق محسوس ہوئی۔

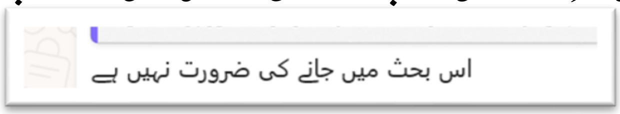
پیر صاحب کا اصرار اور معقولیت کے دعوے

اس دوران پیر صاحب اپنے سوال کی معقولیت پر اصرار کرتے رہے پیر صاحب کا کہنا تھا کہ میں نے کوئی غلط سوال نہیں کیا بلکہ میرا سوال بالکل درست اور معقول ہے۔

ہم نے نہایت اصولی انداز میں پیر صاحب سے عرض کیا کہ اگر آپ اپنے سوال کو واقعی معقول سمجھتے ہیں تو اس کی معقولیت پر کوئی واضح دلیل پیش کریں ہم نے تو آپ کے سوال کو صرف اس بنیاد پر غیر معقول قرار دیا ہے کہ آپ بطورِ اہلِ سنت والجماعت کے ایک عالم دین ہیں آپ کا اپنا اقرار موجود ہے کہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن بھی اہلِ بیت ہیں اور پانچ نفوس قدسیہ اہلِ بیت کے مصداق ہیں اب جب آپ ایک منصوص و مسلم حقیقت کو تسلیم کر چکے ہیں تو اسی حقیقت پر دوبارہ سوال اٹھانا منطقی و علمی اصولوں کے سراسر خلاف ہے ہم نے مزید کہا کہ اگر آپ اپنے سوال کے معقول ہونے پر کوئی مدلل بات پیش کریں تو ہم اسے کھلے دل سے سننے اور پرکھنے کے لیے تیار ہیں البتہ خواہ مخواہ ایک غیر معقول سوال کو معقول کہنا کم از کم ہمارے لئے ممکن نہیں کیونکہ نہ تو ہم پیر صاحب کو معصوم عن الخطاء سمجھتے ہیں اور نہ ہی پیر صاحب کے ہر غیر معقول مطالبہ کو معقول کہنے کے پابند ہیں اس پر پیر صاحب نے اپنے اس دعوے کہ میرا سوال معقول ہے کے حق میں تین دلائل پیش کیے۔

پیر صاحب ایک اور انداز

یہاں ایک بات بطورِ وضاحت سمجھنا ضروری ہے کہ جب ہم نے پیر صاحب سے یہ سوال کیا کہ آپ ازواجِ مطہرات کو اہلِ بیت میں شامل بھی مانتے ہیں اور پھر اسی نسبت پر سوال بھی اٹھاتے ہیں تو کیا آپ وضاحت فرماسکتے ہیں کہ آپ نے ازواجِ مطہرات کو اہلِ بیت تسلیم کرنے کی بنیاد کون سی دلیل پر رکھی تھی ؟ تو اس کے جواب میں پیر صاحب کا کہنا یہ تھا کہ اس بحث میں جانے کی ضرورت نہیں خدا جانے انہوں نے اتنی واضح اور سادہ بات کا جواب دینا کیوں مناسب نہیں سمجھا۔



پیر صاحب کے تین دلائل کا منصفانہ تجزیہ

اب ہم ان تینوں دلائل کو بالترتیب پیش کریں گے اور ان پر علمی منطقی اور اصولی نقد دیانت و توازن کے ساتھ کریں گے کیونکہ معاملہ معقولیت وعدمِ معقولیت کا ہے۔

سوال کی معقولیت پیر صاحب کی پہلی دلیل

پیر صاحب کا کہنا تھا کہ :۔

اگر کوئی شخص ہم سے یہ مطالبہ کرے کہ تم قرآنِ کریم کو اللہ کی کتاب مانتے ہو اور بلاریب مانتے ہو اور یہ تمہارا عقیدہ ہے اور پھر ہم سے سوال کرے کہ اس عقیدے پر دلیل پیش کرو تو کیا ہم دلیل پیش نہیں کریں گے ؟ پھر پیر صاحب نے قرآن کریم کی آیت مبارکہ پڑھی کہ ہم یہ دلیل پیش کریں گے وَإِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ۔ پیر صاحب کہنا چاہتے ہیں کہ جیسے قرآن کے کتابِ الٰہی ہونے پر دلیل مانگنا معقول اور درست ہے اور ہم سائل کے مطالبہ کو غیر معقول نہیں کہتے اسی طرح میرا مرکزی علماء کونسل سے یہ مطالبہ کرنا کہ پانچ نفوسِ قدسیہ کے علاوہ اگر کوئی اور بھی آیتِ تطہیر میں شامل ہے تو اس پر فقط حدیث بطور دلیل پیش کی جائے بالکل اصولی معقول اور منطقی ہے۔

پیر صاحب کی پہلی دلیل کا تجزیہ

غور کرنے سے معلوم ہوا کہ پیر صاحب کہ یہ دلیل درجہ ذیل وجوہات کی وجہ سے اپنے دعوے پر پوری طرح دلالت نہیں کرتی۔

اولاً:۔ سوال کی نوعیت میں فرق

قرآن کے کتابِ الٰہی ہونے پر دلیل مانگنے والا شخص خود اس حقیقت کا منکر ہوتا ہے یعنی وہ تسلیم ہی نہیں کرتا کہ قرآن اللہ کی کتاب ہے اس لیے اس کا مطالبہ دلیل کا مطالبہ بنتا ہے لیکن پیر صاحب خود ازواجِ مطہرات کے اہلِ بیت ہونے کو تسلیم کر چکے ہیں اب اگر کوئی تسلیم شدہ بات پر دوبارہ دلیل مانگے تو وہ سوال معقول نہیں رہتا بلکہ وہ تسلیم کے بعد تشکیک کی صورت اختیار کر لیتا ہے اور اصولِ منطق میں یہ طرزِ استدلال سؤال بعد التسلیم کہلاتا ہے یعنی ماننے کے بعد سوال اٹھانا جو غیر معقول ہے۔

ثانیاً:۔ قیاس میں عدمِ مماثلت

پیر صاحب نے اپنے سوال کو قرآن پر دلیل مانگنے کے سوال سے تشبیہ دی حالانکہ دونوں میں قیاس کی بنیاد ہی مختلف ہے قرآن پر دلیل طلب کرنا ایمان کے اثبات کے لیے ہوتا ہے جبکہ پیر صاحب کا سوال ایک ایسے امر پر ہے جو ایک ثابت شدہ حقیقت ہے اور جسے پیر صاحب خود بھی مان چکے ہیں یوں ان کا قیاس قیاس مع الفارق بن جاتا ہے جو اصولِ منطق میں نا قابلِ قبول ہوتا ہے۔

ثالثاً:۔ محلِ استدلال میں غلطی

پیر صاحب نے جو آیت پیش کی وَإِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا ...الخ۔ یہ دراصل اُن منکرین کے لیے ہے جو قرآن کے منزل من اللہ ہونے پر شک کرتے تھے اس آیت میں اللہ تعالیٰ اُن منکرین کو چیلنج دے رہا ہے نہ کہ مومنین کو لہٰذا اس آیت کو اپنے سوال کی مثال بنانا محلِ استدلال کی خطا ہے۔

رابعاً:۔ اگر یہ دلیل درست مان لی جائے

اب اگر بالفرض پیر صاحب کی یہ مثال صحیح مان بھی لی جائے تو کئی خرابیاں لازم آتی ہیں پھر ہر تسلیم شدہ امر پر بار بار دلیل مانگنا بھی معقول ٹھہرے گا یہ طرزِ فکر سادہ لوح مسلمانوں میں یقین کے بعد شک کو رواج دیتا ہے جس کے فکری نتائج بھیانک ثابت ہو سکتے ہیں نیز اس سے علمی تسلسل ٹوٹتا ہے کیونکہ ایک ہی وقت میں آدمی اقرار بھی کرتا ہے اور انکار بھی یہ طرزِ سوال علمی لحاظ سے لایعنی سمجھا جاتا ہے کیونکہ ماننے کے بعد مانگنا ضد ہے تحقیق نہیں کہلاتی۔

خامساً:۔ نہی عن السؤال بعد الإیمان

وعن ابي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يزال الناس يتساءلون حتى يقال هذا خلق الله الخلق فمن خلق الله؟ فمن وجد من ذلك شيئا فليقل آمنت بالله ورسله۔ [1]

ترجمہ:۔ لوگ سوال کرتے کرتے یہاں تک پہنچ جاتے ہیں کہ کہنے لگتے ہیں کہ اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا تو اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ جب کسی کے دل میں ایسا خیال آئے تو وہ کہے میں اللہ پر ایمان لایا۔

یہاں نبی کریم ﷺ نے ایمان کے بعد تسلیم شدہ دائرہ پر سوال اٹھانے کو غیر معقول اور فتنہ انگیز رویہ قرار دیا یعنی جس چیز کو تم نے مان لیا کہ اللہ خالق ہے اب اس پر کیوں؟ کیسے؟ کس نے؟ جیسے سوالات معقول نہیں بلکہ غیر معقول غیر اصولی اور غیر منطقی ہیں۔

پہلی دلیل کا خلاصہ

پیر صاحب کی یہ دلیل اپنے ظاہری جاہ و جلال کے باوجود اپنے مدعا پر منطقی و اصولی لحاظ سے دلالت نہیں کرتی یہ دلیل دراصل تسلیم کے بعد تردید کی شکل اختیار کر لیتی ہے چنانچہ اس دلیل کو دعوے کے لیے مفید یا معاون نہیں کہا جا سکتا بلکہ یہ دلیلِ ناقصہ ہے جو سوال کی معقولیت کو ثابت کرنے کے بجائے خود سوال کے غیر معقول ہونے کو ظاہر کرتی ہے۔

---

[1] مشکوۃ المصابیح، کتاب الایمان

سوال کی معقولیت پر پیر صاحب کی دوسری دلیل

ہمارا عقیدہ ہے کہ حضورِ کونین ﷺ خاتم النبیین ہیں اب اگر کوئی شخص ہم سے اس عقیدہ پر دلیل طلب کرے کہ آپ کی دلیل کیا ہے تو ہم بجا طور پر یہ آیت پیش کریں گے مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۔۔۔ الخ پیر صاحب کا مدعا یہ ہے کہ جیسے حضور ﷺ کے خاتم النبیین ہونے پر دلیل طلب کرنا معقول اور درست ہے یعنی ہم سائل کو یہ نہیں کہیں گے کہ آپ کا سوال غیر معقول ہے بلکہ اسے دلیل دیں گے بعینہٖ اسی طرح میرا یہ کہنا بھی بالکل اصولی، معقول اور منطقی ہے کہ اگر پانچ نفوسِ قدسیہ کے علاوہ کوئی اور بھی آیتِ تطہیر کے تحت اہلِ بیت میں شامل ہے تو اس پر فقط حدیث بطورِ دلیل پیش کی جائے۔

پیر صاحب کی دوسری دلیل کا تجزیہ

غور کرنے سے معلوم ہوا کہ پیر صاحب کہ یہ دلیل بھی درجہ ذیل وجوہات کی وجہ سے اپنے دعوے پر پوری طرح دلالت نہیں کرتی۔

اولاً:۔ قیاسِ مع الفارق اور مغالطۂ تبدیلِ محلّ

پیر صاحب نے اپنی دوسری دلیل میں فرمایا کہ جس طرح ہم حضورِ اکرم ﷺ کے خاتم النبیین ہونے پر سائل کا سوال اور مطالبہ دلیل معقول سمجھتے ہوئے دلیل پیش کرتے ہیں اسی طرح ان کا اہلِ بیت کے مفہوم میں ازواجِ مطہرات کی شمولیت پر فقط حدیث بطورِ دلیل طلب کرنا بھی معقول ہے۔

بادی النظر میں یہ استدلال مضبوط دکھائی تو دیتا ہے لیکن اصولِ منطق کی رو سے یہ قیاسِ مع الفارق ہے کیونکہ دونوں مثالوں میں محلِ سوال اور محلِ تسلیم یکساں نہیں ہیں۔

علمِ منطق کا قاعدہ ہے القیاس لا یصح إلا مع اتحاد العلة یعنی جب تک علت دونوں طرف ایک جیسی نہ ہو قیاس درست نہیں ہوتا۔

پہلی مثال (خاتم النبیین) میں سائل کا سوال منکرانہ نوعیت کا ہے وہ اصلِ عقیدہ (خاتمیت) کا منکر ہے تو مجیب (عالم) دلیل دیتا ہے تاکہ ثبوتِ عقیدہ واضح ہو۔

دوسری مثال (اہلِ بیت) میں سائل یعنی پیر صاحب خود پہلے سے ازواجِ مطہرات اور پانچ نفوسِ قدسیہ دونوں کو اہلِ بیت تسلیم کر چکے ہیں تو پھر انہی تسلیم شدہ امور میں سے ایک پہ دلیل طلب کرنا معقول اور اصولی نہیں قرار دیا جا سکتا کیونکہ علت دونوں طرف مختلف ہے پہلی میں انکار کے جواب میں دلیل دوسری میں اقرار کے بعد دلیل اور یہ دونوں متناقض حالات ایک قیاس میں جمع نہیں ہو سکتے۔

ثانیاً:۔ مغالطۂ تبدیلِ محلّ

اسی طرح نقل الدلیل من محل إلی محل آخر یوجب سقوط الاستدلال یعنی جب کسی دلیل کو ایک تناظر سے اٹھا کر کسی اور تناظر پر چسپاں کیا جائے تو وہ اپنی استدلالی قوت کھو دیتا ہے۔ پیر صاحب نے دلیلِ عقیدہ (جو انکار کے وقت پیش کی جاتی ہے) کو دلیلِ توضیح (جو اقرار کے بعد مانگنا ہو) کے محل پر منتقل کر دیا یہ تبدیلِ محلّ کا مغالطہ ہے جس سے بظاہر کسی مبتدی کو معقول ہونے کا دھوکہ لگ سکتا ہے مگر حقیقت میں دلیل کی معنوی قوت ختم کر دیتا ہے۔

ثالثاً:۔ قانونِ عدمِ اجتماعِ ضدین

ایک معروف قاعدہ ہے کہ الشيء لا یکون مثبتاً ونافیاً في آنٍ واحدٍ یعنی کوئی چیز بیک وقت ثابت بھی ہو اور منفی بھی یہ محال ہے جب پیر صاحب نے خود ازواجِ مطہرات کے اہلِ بیت ہونے کو مان لیا تو اب اسی امر پر فقط حدیث بطورِ دلیل کا مطالبہ ثبوت نہیں بلکہ نفُی ضمنی بن جاتا ہے اور یہ ضدین کا اجتماع ہے جو عقل و فلسفہ دونوں کے خلاف ہے۔

رابعاً:۔ نتیجہ تجزیہ

پس منطقی لحاظ سے یہ استدلال قیاسِ مع الفارق اور فلسفی لحاظ سے مغالطۂ تبدیلِ محلّ ہے اور یہ دلیل بظاہر استدلال کی شکل رکھتی ہے لیکن حقیقت میں تسلیم اور تشکیک کو ایک جگہ جمع کر دیتی ہے جسے معقول قرار دینا محل نظر ہے۔

پیر صاحب کی دوسری دلیل کا خلاصہ

پس جس طرح عقیدۂ ختمِ نبوت پر دلیل طلب کرنا انکارِ عقیدہ کے مرحلے میں معقول ہے اسی طرح کسی تسلیم شدہ امر پر دلیل کا مطالبہ ضدِ معقول ہے کیونکہ جہاں ایمان اور تسلیم داخل ہو جائیں وہاں دلیل کا تقاضا باقی نہیں رہتا۔

سوال کی معقولیت پر پیر صاحب کی تیسری دلیل

اگر کوئی شخص ہم سے یہ سوال کرے کہ تم اللہ کو وحدہ لاشریک مانتے ہو تو اس پر دلیل کیا ہے؟ تو ہم یہ آیت بطورِ دلیل پیش کریں گے يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ۔ پیر صاحب کا مقصود یہ ہے کہ جس طرح کوئی شخص وحدانیتِ الٰہی پر دلیل مانگے تو ہم اس کے سوال کو غیر معقول نہیں کہتے بلکہ اسے ایک اصولی معقول اور منطقی مطالبہ تصور کرتے ہیں اور اس کے جواب میں قرآن ہی سے دلیل پیش کرتے ہیں بعینہٖ اسی طرح علماء کونسل سے آیتِ تطہیر کی روشنی میں پانچ نفوسِ قدسیہ کے علاوہ اگر کسی اور کو اہلِ بیت میں شامل قرار دیا جائے تو اس پر حدیث بطورِ دلیل طلب کرنا بھی بالکل معقول اصولی اور منطقی تقاضا ہے۔

پیر صاحب کی تیسری دلیل کا تجزیہ

پیر صاحب فرماتے ہیں کہ جس طرح وحدانیتِ الٰہی پر دلیل مانگنا معقول بات ہے اسی طرح آیتِ تطہیر میں اگر ازواجِ مطہرات کو بھی اہلِ بیت میں شامل سمجھا جائے تو اس پر فقط حدیث کا بطورِ دلیل مانگنا بھی عین معقول اصولی اور منطقی تقاضا ہے پہلی نظر میں یہ بات دلکش معلوم ہوتی ہے مگر جب ہم اصولِ منطق اور قواعدِ استدلال کے ترازو میں اسے تولتے ہیں تو اس کی چمک حقیقت کے معیار پر ماند پڑ جاتی ہے۔

اولاً:۔ فرقِ نوعی اور قیاسِ مع الفارق

یہاں پیر صاحب نے توحید کو تفسیرِ آیتِ تطہیر پر قیاس کیا لیکن یہ قیاس منطق کی زبان میں قیاس مع الفارق ہے یعنی ایسی تشبیہ جس کے دو طرفوں میں جوہری فرق پایا جائے۔

توحید کا سوال تحقیقِ اصلِ ایمان سے متعلق ہے جبکہ آیتِ تطہیر کا معاملہ تحدیدِ مصداق سے جڑا ہے ایک شخص جو اللہ کی وحدانیت کا منکر ہو اس کا دلیل مانگنا درست اور اسے دلیل دینا تحقیق کہا جا سکتا ہے مگر جو خود کسی عقیدے کو تسلیم کر چکا ہو اور پھر اسی پر دلیل مانگے تو اس کا سوال غیر معقول اور جواب تحقیق نہیں بلکہ ضیاعِ وقت ہوتا ہے۔

ثانیاً:۔ سؤال بعد التسلیم

اہلِ علم واصحابِ تحقیق کے ہاں معروف ہے کہ السؤال بعد التسلیم خطأ فی الطریق یعنی ماننے کے بعد مانگنے کی ضد استدلال کے راستے میں خطا ہے۔ پیر صاحب چونکہ آیتِ تطہیر کی گفتگو میں ازواج رسول اور پانچ نفوس قدسیہ کے اہل بیت ہونے کو تسلیم کر چکے ہیں لہٰذا اب ان کا دوبارہ یہ کہنا کہ اگر کوئی اور شامل ہے تو ان کی شمولیت پر فقط حدیث بطورِ دلیل پیش کی جائے در حقیقت تسلیم کے بعد تشکیک کا وہ منظر ہے جسے معقول کہنا علمی دیانت کے خلاف ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص مان لے کہ سورج روشن ہے اور پھر پوچھے کیا کوئی دلیل ہے کہ سورج میں روشنی پائی جاتی ہے؟ سوال بظاہر خوشنما لگتا ہے مگر حقیقت میں خود اپنے تسلیم کو ردّ کرنے کے مترادف ہے۔

ثالثاً:۔ ادبی وفکری توازن

علمی مباحث میں استدلال کا حُسن تب پیدا ہوتا ہے جب تمثیل موضوع سے ہم نوع ہو یہاں پیر صاحب نے توحید جیسی اصلِ ایمان کی مثال ایک تعبیرِ آیت پر چسپاں کر دی اور یوں پیر صاحب کو اپنے استدلال کی ساخت بظاہر مضبوط معلوم ہونے لگی لیکن عقل و نقل کے معیار پر جب یہ تمثیل رکھی جائے تو اس کی بنیاد خود اپنی عمارت کو نہیں سنبھال پاتی اسی وجہ سے اسے استدلالِ غیرِ منتج کہا جائے گا۔

پیر صاحب کی تیسری دلیل کا خلاصہ

یوں پیر صاحب کی یہ دلیل بھی اپنے مقدمے سے نتیجہ پیدا نہیں کرتی بلکہ خود اپنے تسلیم شدہ عقیدے کے خلاف ایک غیر منتج اور غیر معقول استدلال بن جاتی ہے۔

فرجامِ بحث و نتیجہ ٔاستدلال

تحقیق و تجزیہ کے بعد یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ پیر صاحب کے وہ تینوں دلائل جو اُنہوں نے اپنے سوال و مطالبہ کی معقولیت اصولیت اور منطقیت کے اثبات میں پیش کیے اپنے مدعا پر دلالت نہیں کرتے۔
پیر صاحب کا استدلال بظاہر تمثیلی ہونے کے باوجود قیاس مع الفارق ثابت ہوا کیونکہ ہر وہ مثال جس سے وہ استدلال لائے اُس کی نوعیت ان کے اصل دعوے سے مختلف ہے۔

مزید بر آں چونکہ پیر صاحب پہلے ہی ازواجِ مطہرات کے اہلِ بیت ہونے کو تسلیم کر چکے ہیں لہٰذا تسلیم کے بعد دوبارہ اسی پر دلیل مانگنا اصولِ منطق کی اصطلاح میں سؤال بعد التسلیم کے زمرے میں آتا ہے جو غیر معقول اور غیر منتج طرزِ استدلال ہے اس طرز نے ان کے قیاس میں اضطرابِ فکری پیدا کر دیا جس کے نتیجے میں دلیل اور مدعا کے درمیان وہ ربط قائم نہ رہ سکا جو کسی درست استدلال کے لیے بنیادی شرط ہوتا ہے۔

چنانچہ منطق و فلسفہ کی رو سے ان کے دلائل اپنے دعوے کے لیے نہ مفید ٹھہرے نہ مؤید بلکہ اُن کے سوال کی غیر معقولیت غیر اصولیت اور غیر منطقیت کو مزید نمایاں کر گئے۔

تاہم اس علمی نتیجے کے باوجود ہم پیر صاحب کی خلوصِ نیت کا پورا احترام کرتے ہیں یہی تحقیق و انصاف کا شیوہ ہے۔

دلیلِ کمزوریِ دعویٰ ہے دلیلوں کا طومار
یقیں پیدا کر اے دل یہ اندھیرا دور ہو جائے

پیر صاحب کے اختلاف کا اخلاقی و علمی افق

پیر صاحب کے اسی غیر معقول سوال اور اس کے ضمن میں اٹھائے گئے دیگر اشکالات جن کا ماخذ عموماً کتبِ رفض کی تحریری فضا سے مشابہ بلکہ ماخوذ تھا ہم نے تفصیلی علمی اور تحقیقی انداز میں 34 صفحات پر مشتمل رسالہ میں دیا تھا، کما مر اُنفاً۔

جس کا عنوان **التبسمُ العلمی علیٰ فہمِ الشیخ القوی** رکھا تھا۔

اس عنوان کے انتخاب کا مقصد قطعاً پیر صاحب کی تضحیک یا تنقیص نہیں تھی بلکہ محض اس طرزِ فکر پر ایک علمی تبسم تھا جس نے ایک واضح اور منصوص حقیقت کو بھی محلِ سوال بنا دیا، بخدا ہماری نیت بالکل صاف تھی کہ پیر صاحب کے سوال اور اس کے ذیلی اعتراضات کو علمی روشنی میں پرکھا جائے تاکہ قارئین کے سامنے مسئلہ اپنی اصل اور توازن کے ساتھ آجائے۔

لیکن پیر صاحب نے اس رسالے کے مندرجات پر غور کرنے کے بجائے محض اس کے عنوان کو اپنی ذات پر شاید حملہ سمجھ لیا اور بجائے اس کے کہ رسالے کے اندر پیش کی گئی علمی گفتگو کو دیکھتے جس کا سمجھنا ان کے لیے کوئی دشوار

کام نہ تھا اور جس میں اہلِ سنت والجماعت کے اصولوں کے مطابق نہایت اطمینان بخش وضاحت موجود تھی انہوں نے فوری طور پر ناراضی کا اظہار فرمایا۔

پہلا اعتراض ان کی جانب سے یہ آیا کہ **التبسم** کے لفظ کے ذریعے گویا میرا مذاق اڑایا گیا ہے۔

دوسرا یہ کہ **الشیخ القوی** لکھ کر میرا نام آدھا لیا گیا ہے اور یہ میرے لیے توہین کا باعث ہے۔

حالانکہ ہم نے اس میں کسی قسم کی تحقیر نہیں بلکہ محض علمی رمزیہ اسلوب اختیار کیا تھا۔

تیسرا یہ کہ پیر صاحب نے ہمارے اس بیان پر بھی خفگی ظاہر کی جس میں ہم نے کہا تھا کہ ان کا سوال اہلِ سنت والجماعت کے مکتبِ فکر سے مطابقت نہیں رکھتا بلکہ رفض کے سانچے سے نکلا ہوا سوال ہے اور ایک ایسے فکری اضطراب کا نتیجہ ہے جو منطقی اور اصولی توازن سے خالی ہے۔

ہم نے محض یہی کہا تھا کہ یہ سوال غیر معقول، غیر اصولی اور غیر منطقی ہے مگر پیر صاحب نے اسے اپنے دِل پر ایسا لیا گویا ہم نے ان کی نیت یا ایمان پر کلام کیا ہو شاید وہ اس موقع پر طبیعتاً کچھ زیادہ حساس واقع ہوئے یا اس علمی اختلاف کو شخصی نکتہ چینی سمجھ بیٹھے۔

بہر حال پیر صاحب نے ردِ عمل کے طور پر جو الفاظ اور عبارات استعمال فرمائیں وہ ان کی تقریری مہارت اور جذباتی جوش دونوں کا مظہر ہیں۔

اب ہم ان کے جوابی کلمات پر اپنا مختصر تبصرہ قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں تاکہ قارئین خود خود فیصلہ کریں کہ اصل میں تبسم کہاں ہونا چاہیے تھا۔

پیر صاحب نے بندہ گناہگار کے بارے میں اپنی صوتی پیغامات میں **زبان دراز، لوفر اور غیر پارلیمانی زبان، غیر اخلاقی زبان اور بازاری زبان، متشدد، رائے مسلط کرنے والا، فتویٰ بازی، چند تحریریں، خود کو رازی سمجھنا وغیرہ وغیرہ** جیسے بے شمار الفاظ استعمال فرمائے جو مرکزی علماء کونسل کے متعدد اراکین کی سماعت میں آئے اور بندہ گناہگار نے بھی خود سماعت کیے نیز آیت تطہیر کی روشنی میں مکتبِ اہل سنت والجماعت کا نظریہ و فکر جو ہم نے پیش کیا تھا اسے ہماری ذاتی رائے قرار دیا۔

اختلاف کے باوجود احترام برقرار

پہلی بات ہمیں پیر صاحب کے ان الفاظ پر ذرا برابر بھی تعجب نہیں ہوا۔

دوسری بات یہ ہے کہ پیر صاحب کے یہ خطابات دراصل کتاب کے عنوان اور اس کے الفاظ کے جواب میں تھے اگر انہیں اس عنوان پر اختلاف تھا تو یہ ان کا حق ہے البتہ یاد رہے کہ ہماری سابقہ بحث باب دوم کے عنوان سے جو ہم نے مرتب کی تھی اس میں پیر صاحب کے شکوے اور حساسیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ ان شاء اللہ آیت تطہیر پر اس علمی مباحثے کے اختتام پر ہم نہ صرف عنوان بدل دیں گے بلکہ اصل مدعا کے علاوہ جن جملوں کی وہ نشاندہی فرمائیں گے انہیں مزید علمی اور موزوں الفاظ میں ڈھال دیں گے اور اب بھی یہی عرض ہے۔

خدا شاہد ہے کہ یہ سطور لکھتے ہوئے بھی پیر صاحب کے لیے قلب میں کسی قسم کی کدورت نے جگہ نہیں پائی۔[2]

تیسری بات یہ ہے کہ اگر بالفرض یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ ہم چند انچ ہی آگے بڑھے تھے تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ پیر صاحب جواب میں پورے گیارہ فٹ اور تیرہ انچ آگے بڑھ گئے اور ماشاء اللہ نہایت بھرپور جواب دیا نتیجتاً اس بحث کے عنوان اور الفاظ کے حوالے سے پیر صاحب کے جوابی دلائل نہایت ہی مضبوط ثابت ہوئے اور یوں اصولی طور پر یہ مسئلہ یعنی صرف عنوان اور الفاظ کی بحث یہی ختم ہو گئی، اگرچہ پیر صاحب تاحال ہر دوسرے دن بلاناغہ اسی بات کا ورد فرماتے رہتے ہیں۔

چوتھی بات یہ ہے کہ بندہ گناہگار خود کو پیر صاحب کی سوچ سے کہیں زیادہ گناہگار خطاکار سیاہ کار اور کم علم سمجھتا ہے اور یہ بات محض اظہار انکسار کے طور پر نہیں بلکہ کامل یقین اور صدق دل سے کہہ رہا ہے خدا گواہ ہے کہ ان الفاظ میں نہ تصنع ہے نہ تکلف بلکہ یہ ایک حقیقی کیفیت دل ہے۔

البتہ پیر صاحب کا صوفیانہ مزاج بلند روحانی توجہات اور باطنی نگاہ کرم ہم جیسے کم علم اور غافل بندوں کی طرف متوجہ ہوں کیونکہ اہل علم اور اہل دل کی صحبت ہمیشہ ہدایت رہنمائی اور علم و عمل میں پختگی کا سبب بنتی ہے بندہ کو یقین ہے کہ پیر صاحب کے یہ مذکورہ الفاظ بھی اسی خیر خواہی اخلاص اور روحانی جذبے کے تحت ادا ہوئے ہوں گے اور ان کا مقصد اصلاح حال کے سوا کچھ نہیں ہو گا۔

---

[2] فلیطالع الامر العاشر

پانچویں بات یہ ہے کہ ایسے الفاظ نہ تو پیر صاحب کے سوال کی معقولیت پر کوئی دلیل بن سکتے ہیں اور نہ ہی پانچ نفوس قدسیہ یا ازواج مطہرات کے حوالے سے آیت تطہیر کے مفہوم میں شمولیت یا عدم شمولیت پر کسی طرح کا استدلال فراہم کرتے ہیں کیونکہ ایسے الفاظ صرف پیر صاحب کا اظہار خیال یا کوئی خاص تاثراتی کیفیت کا درجہ رکھتے ہیں نہ کہ شرعی یا تفسیری بنیاد۔

لہذا ہمیں ان سے نہ کوئی شکوہ ہے نہ اعتراض اور نہ ہی دل میں کوئی تکدر البتہ اتنی گزارش ضرور ہے کہ موضوع بحث یعنی پیر صاحب کے سوال کی عدم معقولیت کو معقول ثابت کرنے کا نکتہ بدستور باقی ہے جو اب بھی پیر صاحب کے ذمے اُدھار ہے ہاں اگر پیر صاحب رسالہ کے نام کے حوالے سے کوئی کفارہ مقرر کرنا چاہیں تو ہمیں منظور ہے لیکن شرط وہی ہے کہ کفارہ بھی غیر معقول غیر اصولی اور غیر منطقی نہ ہو۔[3]

قلم اٹھا تو حیا کے وضو میں ڈوبا تھا

ہم نے ہر لفظ کو درِ زہرا پہ جھکایا ہے

پیر صاحب کا اجتہاد

پیر صاحب کا کہنا تھا کہ:۔

میں نے حدیث کے بیان سے یہ مفہوم اخذ کیا ہے کہ پانچ نفوس در حقیقت اہل بیت ہیں۔

تبصرہ

پیر صاحب نے اگر کسی روایت یا حدیثِ مبارکہ سے یہ مفہوم اخذ فرمایا ہے کہ صرف پانچ نفوسِ قدسیہ ہی اہلِ بیتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور ازواجِ مطہرات آیتِ تطہیر کی روشنی میں اہلِ بیت کے مفہوم میں شامل نہیں تو یہ پیر صاحب کا کوئی جدید اجتہاد تو ہو سکتا ہے مگر جمہور اہلِ سنت والجماعت کے عقائد و اصول کے تناظر میں ایسا اجتہاد یا استنباط کسی طور قابلِ قبول نہیں بلکہ عقائدِ اہلِ سنت کے مسلمہ اصولوں کے مقابلے میں ایک مردود تعبیر شمار ہو گا اس لیے کہ جب قرآنِ مجید نے صریح طور پر ازواجِ مطہرات کو خطاب کے تسلسل میں شامل فرمایا اور ان کے لیے

[3] ملاحظہ ہو حصہ دوم صفحہ 33

پاکیزگی کی تصریح کی تو اس کے مقابلے میں کسی ذاتی تاویل یا انفرادی اجتہاد کو تسلیم کرنا گویا قرآنی نص کے سامنے ایک ناکام جسارت کے مترادف ہے جس کی کم از کم مکتبِ اہلِ سنت والجماعت میں کوئی گنجائش نہیں۔

البتہ اگر پیر صاحب کا مقصود یہ ہو کہ ان پانچ نفوسِ قدسیہ کو بھی اہلِ بیت میں شامل مانا جائے تو اس موقف سے ہمیں کامل اتفاق ہے کہ وہ یقیناً اہلِ بیتِ رسول میں شامل ہیں **مگر بھی اور ہی کا مفہوم میں زمین و آسمان کا فرق ہے** جس کا واضح ہونا کسی صاحبِ علم پر مخفی نہیں کیونکہ ہی غیر معقول اور بھی معقول ہے۔

پیر صاحب کا نرالا استدلال

پیر صاحب کا کہنا تھا کہ:۔

صحاح ستہ اور دیگر کتب احادیث میں محدثین کرام نے لاکھوں روایات کو جمع فرمایا ہے اوراسانید کے تعدد نے ان روایات کے دائرہ کو وسعت دی اس لیے ان کی تعداد اور بھی بڑھ گئی اور ساتھ یہ بھی بیان فرمایا کہ محدثین نے ازواج مطہرات اور اہل بیت کے ابواب کو علیحدہ قائم کئے ازواج مطہرات کے ابواب میں اہل بیت کا ذکر نہیں اور اہل بیت کے ابواب میں ازواج مطہرات کا تذکرہ نہیں۔

تبصرہ

پیر صاحب کو یقیناً معلوم ہو گا کہ کسی علمی گفتگو میں سوال کرنے والے پر لازم ہوتا ہے کہ وہ یا تو غیر معقول سوال کرے ہی نہیں اور اگر کر دیا تو سب سے پہلے اپنے سوال کی معقولیت کو مدلل طور پر ثابت کرے لیکن افسوس کہ اس تفصیل میں پیر صاحب کے سوال یا ان کے مطالبے کی معقولیت پر کوئی بھی واضح یا قابل فہم دلیل موجود نہیں۔

اس تفصیل سے تو ہر صاحب فہم کے سامنے یہی بات آتی ہے کہ محدثین کرام نے ازواج مطہرات اور اہل بیت اطہار کے لیے الگ الگ ابواب اور جداگانہ عنوانات قائم کیے ہیں مگر اس حقیقت سے یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ جب محدثین نے الگ ابواب قائم کر دیے تو گویا اب اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ان پانچ نفوس قدسیہ کے علاوہ ازواج مطہرات کی شمولیت کے لیے قرآنی تصریح کے بعد کسی نئی حدیث کی ضرورت پیش آئی یا یہ کہ ازواجِ رسول اہل بیت سے خارج ہو گئیں یہ استدلال کسی بھی زاویے سے درست نہیں بلکہ محض قیاس آرائی پر مبنی ہے اسی طرح محدثین

کرام کا ازواج مطہرات اور اہل بیت کے لیے الگ ابواب قائم کرنا اس امر کی دلیل نہیں کہ نعوذ باللہ ازواج مطہرات آیت تطہیر کی روشنی میں اہل بیت میں شامل نہیں کیونکہ ان ابواب کی تفریق محض علمی تدوین کے تقاضوں کے تحت تھی نہ کہ عقیدے یا نفی کے بیان کے لیے۔

یہ داغ داغ اُجالا یہ شب گزیدہ سحر

وہ انتظار تھا جس کا یہ وہ سحر تو نہیں

فہم اور بیان کے بیچ خلیج

پیر صاحب کا کہنا تھا کہ:۔ حضرت عکرمہ حضرت ابن عباس اور بعض تابعین نے آیت تطہیر کو صرف ازواج مطہرات کے لیے خاص قرار دیا ہے اور حضرت عکرمہ نے تو اس پر مباہلہ کا اعلان تک فرمایا ہے اب سوال یہ ہے کہ اس قول کی تائید میں آپ کے پاس کون سی معتبر دلیل ہے؟

تبصرہ

پیر صاحب کی پیش کردہ تفصیل کے حوالے سے ہماری گزارش یہ ہے کہ آپ کا یہ سوال اسی وقت ہمارے لئے قابلِ توجہ ہو سکتا تھا جب ہم نے ان اقوال کو اپنے لیے بطورِ دلیل پیش کیا ہوتا یا یہ کہا ہوتا کہ صرف ازواجِ مطہرات ہی آیتِ تطہیر اور اہلِ بیت کا حصہ ہیں اور ہم نے پانچ نفوسِ قدسیہ کے مقام و شمولیت کا انکار کیا ہوتا حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے ہم تو جس طرح ازواجِ مطہرات کو قرآن کے بیان کے مطابق اصولی طور پر اہلِ بیت کا حصہ مانتے ہیں اسی طرح احادیثِ نبویہ کی کثیر تعداد کی روشنی میں پانچ نفوسِ قدسیہ کو بھی اہلِ بیتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حصہ اور آیتِ تطہیر کے مفہوم میں شامل سمجھتے ہیں۔

دوسری گزارش یہ ہے کہ ان جلیل القدر ہستیوں کے بارے میں ہم تو نہ کوئی لفظ کہنے کی جسارت رکھتے ہیں نہ کسی ایسی سوچ کو گوارا کرتے ہیں جو ان کے مقام و مرتبے کے خلاف ہو البتہ اگر ان کے بعض اقوال کی بہتر تاویل کی ضرورت پیش آئے تو یہ علمی روایت کا حصہ ہے لیکن یہ اقوال پیر صاحب نے پیش فرمائے ہیں اور اس کی تاویل بھی انہی کے ذمہ ہے۔

میر کیا سادہ ہیں کہ بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی عطار کے۔۔۔۔سے دوا لیتے ہیں

بابِ دوم

اس باب میں ہم انشاء اللہ اس مضمون کی حقیقت ہدیہ قارئین کریں گے جو آیت تطہیر پر گفتگو کے دوران پیر صاحب نے ہمیں ارسال فرمایا تھا اور ہمارے استفسار پر پیر صاحب نے ارشاد فرمایا تھا کہ (هم ني سب تحرير مين بتاديا هي غور سي ديكه لين) اور یہ بھی واضح کریں گے کہ پیر صاحب کی تحقیق اور اس مضمون کا اصل ماخذ کیا ہے؟

سرقۂ فکری اور مکتبِ رفض سے ماخوذ مضمون کا انکشاف

ہم نے پیر صاحب کی تمام گفتگو سوالات اور ان کے صوتی پیغامات کو پورے تحمل کے ساتھ سنا اور صرف اس نیت سے سنا کہ شاید ان کی گفتگو کے پس منظر میں کوئی تحقیق یا کوئی علمی روشنی ظاہر ہو لیکن جب پیر صاحب نے خود یہ فرمایا کہ اس کے بعد ایک مستقل مضمون بھی اس پر آئے گا جس میں ان تمام باتوں کی تفصیل موجود ہو گی تو ہمیں یہ امید ہوئی کہ شاید پیر صاحب کے اس مضمون میں ان کے سوال کی معقولیت یا اصولی بنیادیں واضح ہو جائیں گی چند دن بعد واقعی وہ مضمون علماء کونسل میں ارسال کیا گیا اور ہمیں یہ شرف بھی حاصل ہوا کہ پیر صاحب نے اسے ذاتی طور پر ہمیں بھی بھیجا۔ جس مضمون کے بارے میں پیر صاحب نے ارشاد فرمایا کہ (هم ني سب تحرير مين بتاديا هي غور سي ديكه لين)

تحقیق نہیں نقلی تسلسل کے ماخذ کا انکشاف

جب ہم نے اس مضمون کا مطالعہ کرنے کا ارادہ کیا تو سب سے پہلا علمی تقاضا یہی محسوس ہوا کہ یہ جانچ لیا جائے کہ آیا یہ مضمون واقعۃً پیر صاحب کی اپنی تحقیق ہے یا یہ کسی مشکوک ماخذ سے ماخوذ ہے کیونکہ تحقیق کا پہلا زینہ ہمیشہ امانت اور نسبت کی درستی ہوتی ہے چنانچہ ہم نے اس مضمون کو جانچنے کے لیے ضروری علمی تدقیق کی تو یہ دیکھ کر ہماری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ یہ مضمون پیر صاحب کی اپنی تحقیق تو دور اس میں ایک لفظ تک ان کی تحقیقی کاوش شامل نہیں بلکہ یہ پورا مضمون مکتبِ رفض کی معروف ویب سائٹ alhassanain.org سے کاپی پیسٹ ہے۔

روافض کے مشہور ویب سائٹ WWW.ALHASSANAIN.ORG.COM کا لنک

https://alhassanain.org/urdu/?com=content&id=1410

قارئین تسلی کے لئے لازمی وزٹ فرمائیں پیر صاحب کا مضمون و تحقیق اسی ویب سائٹ سے نقل شدہ ہے۔



پیر صاحب کا مضمون اور مکتب رفض کا فکری سانچہ

پیر صاحب نے جو مضمون ہمیں بھیجا تھا اس میں تحقیق تو دور کی بات ایک لفظ بھی پیر صاحب کا اپنا نہیں نکلا بلکہ وہ پورا مضمون روافض اور دشمنان صحابہ کی معروف ویب سائٹ الحسنین ڈاٹ اوآر جی سے کاپی پیسٹ ہے پیر صاحب نے بڑے آرام سے کاپی پیسٹ کر کے ہمیں بھیج دیا ہے اور فرمایا کہ (هم ني سب تحرير مين بتاديا هي غور سي ديكه لين) روافض کے فکری جالوں پر مشتمل یہ مضمون 13 / 3 / 2023 بوقت 1 بج کر 25 منٹ 11 سیکنڈ دن کو ایک رافضی نے اپنی معروف ویب سائٹ پر ڈالا ہے تاکہ امت کے ذہنوں میں تشکیک کا زہر سرایت کرے اور حوالہ جات کے بھرم سے سادہ دل مسلمانوں کو مرعوب کیا جائے اس مضمون میں ایسے بیسیوں حوالے ہیں جن سے کوئی محب صحابہ تو ہرگز متاثر نہیں ہو سکتا البتہ جن کے دل میں کمزوری یا لاعلمی ہے وہ شاید اس دام میں پھنس جائیں اور آخر کار پیر صاحب بھی رِفض کے اس جال کے اسیر ہو گئے۔

پیر صاحب کے سابقہ دلائل اور طرز استدلال کو دیکھ کر بھی یہی اندازہ ہوتا ہے کہ ان کی ساری بنیاد اسی مضمون پر قائم ہے اور یہی مضمون ان کے ماننے کے بعد ماننگنے کے ضد کی جڑ ہے اس مضمون کا واضح تذکرہ اس ویب سائٹ پر

موجود ہے اور ہم نے اس سائٹ کا لنک اوپر دے دیا ہے تاکہ ہر شخص اپنی آنکھوں سے دیکھ لے کہ یہ کس منبع سے ماخوذ ہے۔

باطل فکر کی بے رونقی

ایک اور غور طلب پہلو یہ ہے کہ یہ مضمون 2023 کے تیسرے مہینے میں اپلوڈ ہوا اور آج 2025 تک اس ویب سائٹ پر اسے ایک لائک تک نصیب نہیں ہوا جس سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ اس کی علمی و فکری سطح کیا ہے ظاہر ہے اتنے برسوں میں بے شمار افراد نے اسے پڑھا ہوگا ڈاؤنلوڈ کیا ہوگا یا شیئر کیا ہوگا مگر کسی نے بھی اسے پسندیدگی کے قابل نہ سمجھا کیونکہ یہ تحریر محبت اہل بیت یا محبت صحابہ پر نہیں بلکہ ازواج مطہرات اور صحابہ کرام کے بغض پر مبنی ہے اور تشکیک کے دروازے کھولنے کی ایک چال ہے بالکل وہی فکری سانچہ جسے ہم نے پہلے بھی مکتب رفض کا بنیادی قالب قرار دیا تھا۔

رافضی تحریف کا پردہ

مضمون کے غالباً دوسرے یا تیسرے پیراگراف میں جہاں مولانا ابو الاعلیٰ مودودیؒ کا ایک حوالہ نقل کیا گیا ہے وہاں سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ اس رافضی کالم نگار کا اصل مقصود حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مقام و شرف کو مشکوک بنانا ہے لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ یہ کالم نگار نہ صرف غیر معتدل بلکہ بددیانت طرزِ فکر کا حامل ہے کہ اسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں مولانا مودودیؒ کی ایک جزوی تعبیر تو دکھائی دی جسے اس نے اپنی مرضی کے مفہوم کے تناظر میں پیش کیا تاکہ امہات المؤمنین کے مقام کو مشتبہ ثابت کرے مگر مولانا مودودیؒ کی وہ تفصیل جو انہوں نے آیتِ تطہیر کے ذیل میں پوری وضاحت کے ساتھ لکھی ہے وہ اس کی نگاہ سے غائب ہوگئی یا یوں کہنا زیادہ درست ہوگا کہ اس نے جان بوجھ کر اسے نظر انداز کر دیا یہی وہ مقام ہے جہاں سے اس شخص کی فکری بددیانتی کا پردہ پوری طرح چاک ہو جاتا ہے اور یہ واضح ہو جاتا ہے کہ وہ کس ناپاک نیت کے تحت اہل سنت کے مسلمہ عقائد میں رخنہ ڈالنا چاہتا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ مولانا مودودیؒ نے آیتِ تطہیر کی تفسیر میں اہل بیت کے مفہوم کو نہ صرف واضح کیا بلکہ ازواجِ مطہرات کے شمول کو بھی صاف الفاظ میں بیان کیا ہے جس کا تفصیلی ذکر ان شاء اللہ بابِ

سوم میں آئے گا جہاں مولانا مودودیؒ کے اصل الفاظ اور ان کی مکمل شرح کے ساتھ سارا استدلال پیش کیا جائے گا تاکہ قاری خود یہ فیصلہ کر سکے کہ بد دیانتی کس جانب سے ہوئی اور صداقت کا دامن کس نے تھاما۔

دلیلِ کم نظرانِ شبستری نہ سن اے دل
یہ روشنی بھی خس و خاشاک سے زیادہ نہیں

پیر صاحب کا مضمون اور مکتبِ رفض کی فکری بو

ہم نے جب اس ویب سائٹ کا مزید جائزہ لیا تو ہمیں اس پر روافض کے مخصوص عقائد سے متعلق بے شمار تحریریں ملیں جن میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عدالت کو مشکوک بنانے اور مکتب اہل سنت کے اصولِ ایمان پر حملے واضح نظر آئے جس سے یقین ہو گیا کہ وہ مکتب روافض کا نمائندہ پلیٹ فارم ہے اور اسی کی فکری بو اس مضمون سے بھی محسوس ہوتی ہے۔

اب چونکہ یہ امر تحقیقاً ثابت ہو چکا کہ پیر صاحب کا یہ مضمون مکتب رفض کے سانچے سے نکلا ہوا ہے اس لیے ہم پورے یقین کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کے تمام استدلالات اور سوالات کا ماخذ بھی وہی فکری بنیادیں ہیں جو اہل سنت والجماعت کے اصول و عقائد سے کلیتاً متصادم ہیں افسوس کی بات یہ ہے کہ اہل سنت کے نمائندہ کہلانے والے کسی شخص نے اس طرزِ فکر کو اپنے علمی بیانیے میں شامل کیا اور اسے اہل سنت کے فہم و تحقیق کے نام پر پیش کیا۔

رفض کی فکری سرایت اور اہل سنت کے شعور پر اس کے مہلک اثرات

یہاں اصل خطرہ صرف علمی سرقے کا نہیں بلکہ اس ذہنی سرایت کا ہے جو مکتب رفض کے نظریات کو اہل سنت کے نوجوانوں اور خصوصاً سادات کرام کے طبقات میں منتقل کرنے کا باعث بن رہی ہے ایسے افکار جب سنیت کے لبادے میں ڈھل کر پھیلائے جاتے ہیں تو ان کے نتائج نہایت بھیانک ہوتے ہیں کیونکہ یہ اہل بیت علیہم السلام کے مقام و مرتبہ پر شک و شبہ کے دروازے کھولتے ہیں ازواجِ مطہرات کے احترام کو مجروح کرتے ہیں اور امت کے اتحاد کی جڑوں کو کھوکھلا کرتے ہیں۔

ہم یہ بات پوری ذمہ داری کے ساتھ کہتے ہیں کہ اس طرح کے مکتب رفض کے سانچوں سے نکلے ہوئے مضامین اور سوالات کو اہل سنت والجماعت کے نوجوانوں میں یا سادات کرام کے طبقات میں پھیلانا ان پر گفتگو کرنا یا ان کی تائید کے انداز میں بحث و مباحثہ کرنا قطعاً درست نہیں یہ نہ علمی دیانت کے تقاضوں کے مطابق ہے نہ ہی امت کے اجتماعی شعور کے مفاد میں اس روش کے بھیانک اثرات آنے والے دنوں میں فکری انتشار اور عقیدتی الجھاؤ کی صورت میں ظاہر ہوں گے۔

آج فتنہ علم کی چادر اوڑھے آیا ہے اس کا زہر دلیلوں میں چھپا ہے یہی وہ فکری بددیانتی ہے جو اہلِ بیت اور ازواجِ مطہرات کے احترام کو مجروح کر رہی ہے اور یہی وہ وقت ہے کہ اہلِ سنت اپنی فکری سرحدوں کی حفاظت کے لیے بیدار رہیں۔

اہل سنت کی فکری سرحدوں کی حفاظت اور امانتِ علم کا تقاضا

اہل سنت والجماعت اور خصوصاً سادات سماجی تحریک کے مرکزی علماء کونسل کے باوقار اراکین علمائے کرام اور محققین کو چاہیے کہ وہ ایسے فکری سرقوں کے مقابلے میں علمی بصیرت اور تحقیقی دیانت کے ساتھ کھڑے ہوں تاکہ کسی بھی فریبِ عنوان کے تحت مکتب رفض کے نظریات ہمارے علمی دائرے میں رسوخ حاصل نہ کر سکیں ہم اس موقع پر صرف اتنا کہیں گے کہ یہ معاملہ کسی ذاتی اختلاف یا رنجش کا نہیں بلکہ اہل سنت کی فکری سرحدوں کی حفاظت کا ہے اور اس سرحد پر خاموشی اختیار کرنا دراصل خود انکارِ امانت کے مترادف ہے۔

پیر صاحب کے فکری مصادر پر علمی جرح

اب جب یہ امر ثابت ہو چکا کہ پیر صاحب کا سوال نہ صرف غیر معقول غیر اصولی اور غیر منطقی تھا بلکہ حقیقتاً روافض کے فکری سانچے سے مستعار لیا گیا تھا جس پر ان کا بھیجا گیا مضمون کھلی دلیل ہے اور تحقیق کے بعد یہ امر روزِ روشن کی طرح عیاں ہو گیا کہ یہ مضمون مکتبِ رَفض کے فکری سانچوں میں تیار کردہ ہے جس کی تمام بنیادیں دلائل اور تعبیرات اہلِ سنت والجماعت کے اصولِ تفسیر منہجِ فہمِ حدیث اور طرزِ استدلال سے بالکل متصادم ہیں۔

ہم آخر کار اس نتیجے پر پہنچے کہ یہ تحریر اہلِ سنت کے فکری و اعتقادی منہج سے بیگانہ ہے اور اس پر مزید بحث و تنقید محض وقت کا ضیاع ہے کیونکہ مکتبِ رِفض کے شبہات اور فکری جالوں امت مسلمہ کے نوجوانوں کو خبر دار کرنا اور بچانا ہمارا منصب نہیں بلکہ ہماری ذمہ داری ہے تا اہلِ سنت والجماعت کے علمی و اخلاقی معیار کا تحفظ کیا جا سکے۔

ہمیں یہ بھی اچھی طرح معلوم ہے کہ مکتبِ رَفض کی روش یہی رہی ہے **کہ** وہ پہلے تشکیک کا دروازہ کھولتے ہیں پھر شکوک کے جال پھیلاتے ہیں اور جب ذہن شکار ہو جائے تو **صحابہ** کرام امہات المؤمنین اور اہلِ بیتِ نبوی علیہم الرضوان پر تعریض و تنقیص کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں یہی وہ راستہ ہے جو آہستہ آہستہ طہارت کو عصمت میں بدلنے اور تفسیر کو تاویلِ باطل کے رنگ میں ڈھالنے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

اسی لیے ہم نے اس مضمون کو مزید موضوعِ بحث بنانا غیر معقول اور غیر اصولی سمجھا اس کے ہر ہر جملے میں من پسند معنی گھڑنے اور منشائے نبوی ﷺ کے برعکس تعبیر پیش کرنے کی روش صاف جھلکتی ہے۔

چونکہ اس طرزِ بیان اور اس فکری منہج پر **اہلِ سنت کے ائمہ و محدثین** صدیوں پہلے کلام فرما چکے ہیں اس لیے اس مضمون پر مزید گفتگو ہمارے لیے **تکرارِ غیر ضروری** تھی۔

تاہم ایک سوال اہلِ علم کے اذہان میں باقی رہے گا کہ **پیر صاحب جو خود کو اہلِ سنت والجماعت کے نمائندہ عالم کے طور پر متعارف کرواتے ہیں اُنہیں کیا ضرورت پیش آئی تھی کہ مکتبِ رَفض کے سانچوں سے اخذ شدہ مواد کو نہ صرف قبول کریں بلکہ اسے اپنی استدلالات کی روشنی میں مرکزی علماء کونسل میں پیش کریں؟**

کیا اس سے اہلِ سنت کے **معصوم اذہان** کو شبہات میں مبتلا نہیں کیا جا رہا؟

کیا اس طرزِ عمل سے **ساداتِ کرام** اور **اہلِ سنت کے مخلص نوجوانوں** کے ذہنوں میں غیر یقینی اور اضطراب پیدا نہیں ہوتا؟

پھر مزید یہ کہ جب ان سے اس سوال کی معقولیت پر دلیل طلب کی گئی تو کبھی کہا گیا کہ یہ تحقیقی سوال ہے کبھی یہ کہ کسی مجلس میں کسی نے پوچھا تھا اور کبھی کتاب لکھنے کے لیے مواد درکار تھا کبھی کہا معلومات درکار تھیں۔

حالانکہ اصل ماخذ وہی تھا جو ایک معروف دشمنِ صحابہ وازواجِ رسول ویب سائٹ پر 2023 میں ایک رافضی نے شائع کیا تھا اور جسے پیر صاحب کی جانب سے آج اپنی تحقیق کے ضمن میں پیش کیا جا رہا ہے۔

ہم نے پیر صاحب کے تمام اخلاقی خطبات جذباتی جملے سنے بھی اور محفوظ بھی کیے لیکن قابلِ اعتناء نہیں سمجھا کیونکہ ہمارے نزدیک یہ معاملہ **حرمتِ ازواجِ مطہرات حرمتِ صحابہ کرام حرمتِ اہلِ بیتِ نبوی اور بالآخر حرمتِ رسول ﷺ** سے تعلق رکھتا ہے۔

البتہ یہ حقیقت اب تاریخ کے اوراق میں محفوظ رہے گی کہ پیر صاحب کا سوال اُن کا ماخذ اور اُن کا طرزِ استدلال تینوں نہ صرف غیر معقول غیر اصولی اور غیر منطقی تھے بلکہ نہایت قابِلِ اشک فشانی بھی تھے۔

اور اگر درِ امہات المؤمنین کی فکری حفاظت کرتے ہوئے پیر صاحب ہمیں لوفر کہہ دے لفنگا کہہ دے بازاری یا متشدد کہہ دے تو ہمیں اس سے کوئی رنج و تعجب نہیں کیونکہ ہم نے درِ امھات پر فکری نگرانی کا اپنا فریضہ ادا کر دیا کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ جہاں حرمتِ رسول ﷺ کا سوال ہو وہاں مصلحتِ خاموشی جرم بن جایا کرتی ہے۔

تنقیص نہیں بلکہ تقدیس کا دفاع

آخر میں ہم اس حقیقت کے ساتھ اپنی بات سمیٹتے ہیں کہ اگر ہماری کسی تعبیر یا اندازِ قلم سے ہمارے برادرِ مکرم پیر سید قوی اللہ شاہ صاحب کو رنج پہنچا ہو یا قلب میں کوئی تکدّر پیدا ہوا ہے تو ہم دلی طور پر معذرت خواہ ہیں ہمارا مقصد تنقیص نہیں بلکہ تقدیس کا دفاع تھا اگر کوئی لفظ تیز محسوس ہوا تو اسے ازواجِ مطہرات صحابہ کرام اور اہلِ بیت اطہار کے مقامِ حرمت کے غیرت مند احساس پر محمول فرمایا جائے کیونکہ جہاں حرمتوں پر آنچ آئے وہاں نرمی خود خیانت بن جاتی ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو امانتِ قلم اور غیرتِ ایمان کی توفیق عطا فرمائے۔

اگر لہجہ تیز تھا تو وہ غیرت کا جلال تھا

ہم نے گستاخی نہیں پاسِ حرمت ادا کیا

بابِ سوم

اس باب میں ہم انشاء اللہ اہل سنت والجماعت کے متوازن ومعتدل نظرئے کی روشنی میں آیت تطہیر کا درست مفہوم اور چند مشہور شبہات کا جواب ہدیہ قارئین کریں گے۔

گفتگو کا حاصل اور سمتِ نو

جب ہم نے پیر صاحب کے اعتراضات، سوالات اور پیش کردہ دلائل اور رفض کے فکری سانچے سے نکلے ہوئے مضمون کا جائزہ لیا تو واضح ہوا کہ ہم نے نہ صرف ان کے ہر اشکال کا مفصل اور مدلل جواب پیش کیا بلکہ ان کے اس دعوے کا بھی تحقیقی تجزیہ لیا جو انہوں نے اپنے سوال اور مطالبہ کی معقولیت پر تین دلائل کی بنیاد پر قائم کیا تھا مگر یہ دلائل ان کے سوال یا موقف کے استحکام کو ثابت نہ کر سکے چنانچہ جب وہ اپنے موقف کو دلائل کے معیار پر پورا نہ اتار سکے تو ہم نے ان کی طرف سے اس بحث کا اختتام سمجھتے ہوئے اس موضوع کو یہیں ختم کر دیا اور ان کے غیر معقول مطالبے پر مزید گفتگو کو بھی غیر ضروری اور غیر معقول قرار دیا۔

بابِ سوم کے آئندہ سطور میں جو تفصیل ہم پیش کریں گے اس کا سبب پیر صاحب کا سوال نہیں ہو گا اور نہ ہی اس کا پیر صاحب کی گفتگو سے کوئی تعلق ہو گا بلکہ اس علمی سلسلے کے تتمہ اور تکملے کے طور پر پیش کی جائے گی جس کا مقصد شخصی مکالمہ نہیں بلکہ فکری و تحقیقی وضاحت ہے تاکہ آیتِ تطہیر کے مصداق اور اہلِ بیت کے مفہوم پر ایک مستند اور اصولی زاویۂ نظر سامنے آئے اور ممکنہ اشکالات و شبہات کا ازالہ ہو جائے تاکہ یہ تحریر ساداتِ کرام کے نوجوانوں اور عام مسلمانوں کے لیے بصیرت و رہنمائی کا سرچشمہ بنے اور ہم جیسے کوتاہ کاروں کے لیے روزِ محشر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور شرمندگی سے بچنے کا وسیلہ و سبب قرار پائے۔

قرآن کریم کی آیت مبارکہ مع ترجمہ

يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا۔ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا۔

ترجمہ:۔ اے پیغمبر کی بیویو! تم دیگر عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم پرہیز گار رہنا چاہتی ہو تو (کسی اجنبی شخص سے) نرم لہجہ میں باتیں نہ کرو تاکہ وہ شخص جس کے دل میں کسی طرح کا مرض ہے کوئی امید (نہ) پیدا کرے اور دستور کے

مطابق بات کیا کرو اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور جس طرح جاہلیت (کے دنوں) میں عورتیں اظہارِ زینت کرتی تھیں اس طرح زینت نہ دکھاؤ اور نماز پڑھتی رہو، زکوٰۃ دیتی رہو اور اللہ اور اُس کے رسول کی فرماں برداری کرتی رہو اے (پیغمبر کے) اہلِ بیت! اللہ چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی (کا میل کچیل) دُور کر دے اور تمھیں بالکل پاک صاف کر دے۔ اور یاد کیا کرو جو تمہارے گھروں میں اللہ کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں اور حکمت کی باتیں (سنائی جاتی ہیں)} یقیناً اللہ بہت باریک بین ہر چیز سے باخبر ہے۔

اس آیت کی تفسیر کے لئے ہم نے تین مشہور زمانہ تفاسیر کا انتخاب کیا جس تک رسائی ہر مبتدی کے لئے نہایت آسان ہے ورنہ اس حوالے سے حوالہ جات اور عبارات کا انبار لگایا جا سکتا ہے۔

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ

آیت کی تشریح میں جامع المعقول والمنقول علامہ شبیر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں جس کا خلاصہ ہے:۔

کہ جو انسان ذرا بھی عربی سے واقفیت رکھتا ہے وہ آیت پڑھ کر یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس میں ازواج مطہرات شامل نہیں بلکہ اگر کسی عام آدمی کو ان آیات کا ترجمہ پڑھنے کے لیے کہا جائے تو اس کی بھی سمجھ میں آجائے گا کہ یہاں اہل بیت سے مراد ازواج مطہرات ہیں کیوں کہ نظم قرآن میں تدبر کرنے والے کو ایک لمحہ کے لیے اس میں شک وشبہ نہیں ہو سکتا کہ یہاں اہل بیت کے مدلول میں ازواج مطہرات یقیناً داخل ہیں کیوں کہ آیت ہذا سے پہلے اور بعد میں تمام تر خطابات انھیں سے ہوئے ہیں۔

ما قبل آیت وقرن فی بیوتکن۔۔۔۔ اور اس کے بعد واذکرن ما یتلی فی بیوتکن۔۔۔ میں ان ہی کی طرف نسبت کی گئی ہے ان دونوں کے درمیان انما یرید اللّٰہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا ہے اس درمیانی جزء کے بارے میں یہ کہنا کہ چوں کہ اہل بیت کو صیغہ مذکر سے بیان کیا گیا ہے اس لیے وہ (ازواج رسول) اہل بیت میں شامل نہیں یہ بات وہی کہہ سکتا ہے جسے عربی زبان وادب سے کوئی واسطہ نہ ہو۔

امام احمد رضاخان بریلویؒ

سید الطائفہ امام احمد رضاخان بریلویؒ کی تفسیر کنزالایمان میں ہے کہ:۔اس آیت سے اہلِ بیت کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اور اہلِ بیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازواج مطہرات اور خاتون جنت فاطمہ زہرا اور علی مرتضی اور حسنین کریمین رضی اللہ تعالی عنہم سب داخل ہیں آیات وہ احادیث کو جمع کرنے سے یہی نتیجہ نکلتا ہے اور یہی حضرت امام ابو منصور ماتریدی رضی اللہ تعالی عنہ سے منقول ہے ان آیات میں اہلِ بیت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نصیحت فرمائی گئی ہے تاکہ وہ گناہوں سے بچیں اور تقوی وپرہیز گاری کے پابند رہیں گناہوں کو ناپاکی سے اور پرہیز گاری کو پاکی سے استعارہ فرمایا گیا کیونکہ گناہوں کا مرتکب ان سے ایسا ہی ملوث ہوتا ہے جیسا جسم نجاستوں سے اس طرز کلام سے مقصود یہ ہے کہ ارباب عقول کو گناہوں سے نفرت دلائی جائے اور تقوی وپرہیز گاری کی ترغیب دی جائے۔

مولانا ابو الاعلیٰ مودودیؒ

مولانا ابو الاعلیٰ مودودیؒ اپنی تفسیر تفہیم القرآن میں لکھتے ہیں کہ:۔

جس سیاق وسباق میں یہ آیت وارد ہوئی ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہاں اہل البیت سے مُراد نبی صلی اللہ علیہ و سلم کی بیویاں ہیں کیونکہ خطاب کا آغاز ہی یَانِساءالنبی کے الفاظ سے کیا گیا ہے اور ما قبل ومابعد کی پوری تقریر میں وہی مخاطب ہیں۔

علاوہ بریں اہل البیت کا لفظ عربی زبان میں ٹھیک انہی معنوں میں استعمال ہوتا ہے جن میں ہم گھر والوں کا لفظ بولتے ہیں اور اس کے مفہوم میں آدمی کی بیوی اور اس کے بچے دونوں شامل ہوتے ہیں بیوی کو مستثنیٰ کر کے اہل خانہ کا لفظ کوئی نہیں بولتا خود قرآن مجید میں بھی اس مقام کے سوا دو مزید مقامات پر یہ لفظ آیا ہے اور دونوں جگہ اس کے مفہوم میں بیوی شامل بلکہ مقدم ہے۔

سورۂ ہود میں جب فرشتے حضرت ابراہیمؑ کو بیٹے کی پیدائش کی بشارت دیتے ہیں تو ان کی اہلیہ اسے سُن کر تعجب کا اظہار کرتی ہیں کہ بھلا اس بڑھاپے میں ہمارے ہاں بچہ کیسے ہو گا اس پر فرشتے کہتے ہیں اَتَعۡجَبِیۡنَ مِنۡ اَمۡرِاللّٰہِ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ

وَبَرَكَاتُہٗ عَلَیۡکُمۡ اَھۡلَ الۡبَیۡتِ۔ کیا تم اللہ کے امر پر تعجب کرتی ہو؟ اِس گھر کے لوگو تم پر تو اللہ کی رحمت ہے اور اس کی برکتیں ہیں۔

سُورۂ قصص میں جب حضرت موسیٰ ایک شیر خوار بچے کی حیثیت سے فرعون کے گھر میں پہنچتے ہیں اور فرعون کی بیوی کو کسی ایسی انّا کی تلاش ہوتی ہے جس کا دودھ بچہ پی لے تو حضرت موسیٰؑ کی بہن جا کر کہتی ہیں ھَلۡ اَدُلُّکُمۡ عَلٰۤی اَھۡلِ بَیۡتٍ یَّکۡفُلُوۡنَہٗ لَکُمۡ۔ کیا میں تمھیں ایسے گھر والوں کا پتہ دوں جو تمہارے لیے اس بچے کی پرورش کا ذمّہ لیں؟

پس محاورہ اور قرآن کے استعمالات اور خود اس آیت کا سیاق وسباق ہر چیز اس بات پر قطعی دلالت کرتی ہے کہ نبی صلی اللہ وسلم کے اہلِ بیت میں آپ کی ازواج مطہرات بھی داخل ہیں اور آپ کی اولاد بھی بلکہ زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ آیت کا اصل خطاب ازواج سے ہے اور اولاد مفہوم لفظ سے اس میں شامل قرار پاتی ہے۔

اسی بنا پر ابن عباس اور عُروہ بن زبیر اور عکرمہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں اہل البیت سے مراد ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

لیکن اگر کوئی کہ کہے کہ اہل البیت کا لفظ صرف ازواج کے لیے استعمال ہوا ہے اور اس میں دوسرا کوئی داخل نہیں ہو سکتا تو یہ بات بھی غلط ہو گی صرف یہی نہیں کہ گھر والوں کے لفظ میں آدمی کے سب اہل وعیال شامل ہوتے ہیں بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود تصریح فرمائی ہے کہ وہ بھی شامل ہیں۔

ابن ابی حاتم کی روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ سے ایک مرتبہ حضرت علیؓ کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا تساءلنی عن رجل کان من احبّ الناس الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و کانت تحتہ ابنتۃ و احبّ الناس الیہ۔ تم اس شخص کے متعلق پوچھتے ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ترین لوگوں میں سے تھا اور جس کی بیوی حضورؐ کی وہ بیٹی تھی جو آپؐ کو سب سے بڑھ کر محبوب تھی۔ اس کے بعد حضرت عائشہؓ نے یہ واقعہ سُنایا کہ حضورؐ نے حضرت علیؓ اور فاطمہؓ اور حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور ان پر ایک کپڑا ڈال دیا اور دُعا فرمائی اللھمّ ھؤلاء اھلُ بیتی فاَذۡھِبۡ عنھُمالرّجس و طھّرھم تطھیراً۔ خدایا یہ میرے اہل بیت ہیں ان سے گندگی دور کر دے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا میں بھی تو آپ کے اہل بیت میں سے ہوں (یعنی مجھے بھی اس کپڑے میں داخل کر کے میرے حق میں دعا فرمائیے)۔ حضورؐ نے فرمایا تم الگ رہو تم تو ہو ہی۔ اس سے ملتے جلتے مضمون کی بکثرت احادیث مسلم ترمذی۔ احمد، ابن جَرِیر حاکم بیہقی وغیرہ محدّثین نے ابو سعید خُدریؓ حضرت اَنَسؓ حضرت اُمّ سلمہؓ حضرت واثِلہ بن اَسْقَع اور بعض دوسرے صحابہؓ سے نقل کی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ و فاطمہؓ اور ان کے دونوں صاحبزادوں کو اپنا اہل البیت قرار دیا لہٰذا اُن لوگوں کا خیال غلط ہے جو ان حضرات کو اس سے خارج ٹھہراتے ہیں۔

اِسی طرح ان لوگوں کی رائے بھی غلط ہے جو مذکورۂ بالا احادیث کی بنیاد پر ازواج مطہرات کو اہل البیت سے خارج ٹھیراتے ہیں۔

اول تو جو چیز صراحتہً قرآن سے ثابت ہو اس کو کسی حدیث کے بل پر رد نہیں کیا جا سکتا۔

دوسرے خود ان احادیث کا مطلب بھی وہ نہیں ہے جو ان سے نکالا جا رہا ہے۔

ان میں سے بعض روایت میں جو یہ بات آئی یہ کہ حضرت عائشہؓ اور حضرت امّ سلمہؓ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس چادر کے نیچے نہیں لیا جس میں حضورؐ نے ان چاروں اصحابؓ کو لیا تھا اُس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ حضورؐ نے ان کو اپنے گھر والوں سے خارج قرار دیا تھا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بیویاں تو اہل بیت میں شامل تھیں ہی کیونکہ قرآن نے انہی کو مخاطب کیا تھا لیکن حضورؐ کو اندیشہ ہوا کہ ان دوسرے اصحاب کے متعلق ظاہر قرآن کے لحاظ سے کسی کو یہ غلط فہمی نہ ہو جائے کہ یہ اہل بیت سے خارج ہیں اس لیے آپؐ نے تصریح کی ضرورت ان کے حق میں محسوس فرمائی نہ کہ ازواجِ مطہّرات کے حق میں۔

ایک گروہ نے اس آیت کی تفسیر میں صرف اتنا ہی ستم نہیں کیا ہے کہ ازواج مطہّرات کو اہل البیت سے خارج کر کے صرف حضرت علیؓ وفاطمہؓ اور ان کی اولاد کے لیے اس لفظ کو خاص کر دیا بلکہ اس پر مزید ستم یہ بھی کیا ہے کہ اس کے الفاظ اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم سے گندگی کو دور کرے اور تمہیں پوری طرح پاک کر دے سے یہ نتیجہ نکال لیا کہ حضرت علیؓ وفاطمہؓ اور ان کی اولاد انبیاء علیہم السلام کی طرح معصوم ہیں۔

ان کا کہنا یہ ہے کہ گندگی سے مراد خطا اور گناہ ہے اور ارشادِ الٰہی کی روسے یہ اہل البیت اس سے پاک کر دیے گئے ہیں حالانکہ آیت کے الفاظ یہ نہیں ہیں کہ تم سے گندگی دور کر دی گئی اور تم بالکل پاک کر دیے گئے بلکہ الفاظ یہ ہیں کہ اللہ تم سے گندگی کو دُور کرنا اور تمہیں پاک کر دینا چاہتا ہے۔

سیاق وسباق بھی یہ نہیں بتاتا کہ یہاں مناقبِ اہل بیت بیان کرنے مقصود ہیں بلکہ یہاں تو اہل بیت کو نصیحت کی گئی ہے کہ تم فلاں کام کرو اور فلاں کام نہ کرو اس لیے کہ اللہ تمہیں پاک کرنا چاہتا ہے بالفاظِ دیگر مطلب یہ ہے کہ تم فلاں رویہّ اختیار کروگے تو پاکیزگی کی نعمت تمہیں نصیب ہوگی ورنہ نہیں۔

تاہم اگر یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ ....وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا کا مطلب یہ لیا جائے کہ اللہ نے ان کو معصوم کر دیا تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ وضو اور غسل اور تیمم کرنے والے سب مسلمانوں کو معصوم نہ مان لیا جائے کیوں کہ ان کی متعلق بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلٰکِنْ یُّرِیْدُ لِیُطَھِّرَکُمْ وَلِیُتِمَّ نِعْمَتَہٗ عَلَیْکُمْ۔ مگر اللہ چاہتا ہے کہ تم کو پاک کرے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دے (المائدہ۔ آیت ٦)۔

ان تین تفاسیر سے یہ بات بخوبی واضح ہوگئی کہ آیت تطہیر کی روشنی میں ازواج رسول اور پانچ نفوس قدسیہ دونوں اہل بیت ہیں اور یہ کہ ازواج رسول اس آیت کی روشنی میں اوّلین مصداق ہیں۔

آیتِ تطہیر کا حقیقی مفہوم اور فکری پس منظر

حقیقت یہ ہے کہ مکتبِ اہلِ سنت والجماعت میں کبھی یہ مسئلہ کوئی اہم اختلافی موضوع نہیں رہا کہ آیتِ تطہیر میں ازواجِ مطہرات داخل ہیں یا نہیں بلکہ اہلِ سنت کا نظریہ نہایت واضح اور متوازن رہا ہے جو قرآن وسنت کی روشنی میں حقیقت فہم اور احترام کے قریب تر ہے اہلِ سنت کے نزدیک آیتِ تطہیر میں ازواجِ رسول ﷺ اور وہ پانچ نفوسِ قدسیہ سب شامل ہیں جنہیں اہلِ بیت کے دائرۂ تقدیس میں ذکر کیا گیا ہے اس مکتب نے کبھی اس مسئلے کو بحث و تکرار کا موضوع نہیں بنایا اور نہ ہی اس پر کوئی معنیٰ خیز سوالات اٹھائے کیونکہ اس نوع کی بحثیں اکثر ایسی سمت نکل جاتی ہیں جہاں نتیجے کے اعتبار سے امہات المؤمنین رضوان اللہ تعالیٰ علیہن اجمعین کی عظمت اور مقام مجروح ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے اور یہ اہلِ سنت کے مزاج واصول کے سراسر خلاف ہے۔

جمہور اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ کی تمام ازواج مطہرات واولاد اہل بیت ہیں۔

البتہ مکتبِ روافض میں یہ بحث ہمیشہ زیرِ غور رہی کہ اہلِ بیت میں ازواجِ مطہرات شامل نہیں بلکہ صرف پانچ نفوسِ قدسیہ یعنی حضرت علی حضرت فاطمہ حضرت حسن حضرت حسین اور خود نبی کریم ﷺ تک یہ مفہوم محدود ہے یہی ان کے نزدیک آیتِ تطہیر کا مصداق ہے جبکہ اہلِ سنت والجماعت قرآن کی نص کی روشنی میں ازواجِ مطہرات کو بھی اہلِ بیت کا حصہ مانتے ہیں اور ان کے لیے عزت و تکریم کے وہی اصول قائم رکھتے ہیں جو دیگر نفوسِ قدسیہ کے لیے ہیں۔

مکتبِ روافض اپنے نظریات و عقائد کے اعتبار سے ایک مستقل نظامِ فکر رکھتا ہے ان کے عقائد میں ائمہ کی معصومیت کا عقیدہ بنیادی حیثیت رکھتا ہے جبکہ اہلِ سنت والجماعت کے ہاں اس طرح کی معصومیت کا کوئی تصور نہیں اسی طرح مکتبِ روافض میں بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین خصوصاً حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں نازیبا اقوال وافکار بھی پائے جاتے ہیں جن کا پرچار کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں جنہیں اہلِ سنت نے ہمیشہ سختی سے رد کیا ہے اور انہیں قابلِ التفات نہیں سمجھا کیونکہ اہلِ سنت کے نزدیک صحابہ کرام ازواجِ مطہرات اور اہلِ بیتِ اطہار سب کا مقام تقدیس اور محبت پر قائم ہے۔

آیتِ تطہیر کے دو متقابل نظریات

آیتِ تطہیر کی روشنی میں اہلِ بیت کے متعلق دو معروف نظریات سامنے آتے ہیں۔

پہلا نظریہ مکتبِ رِفض کا ہے جو شدت پسندی اور غلو کا شکار ہے یہ طبقہ آیتِ تطہیر کو صرف پانچ نفوسِ قدسیہ کے ساتھ خاص سمجھتا ہے اور ازواجِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سے خارج قرار دیتا ہے ان کا یہ تصور قرآن و سنت کی روح سے مطابقت نہیں رکھتا اور نہ ہی یہ قرآنی منشاء یا نبوی تعلیمات سے ہم آہنگ ہے۔

دوسرا نظریہ مکتبِ اہلِ سنت والجماعت کا ہے جو قرآن و سنت دونوں کے عین مطابق ہے یہ نظریہ اعتدال و توازن کا مظہر ہے جس کے مطابق آیتِ تطہیر میں ازواجِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی شامل ہیں اور وہ پانچ نفوسِ قدسیہ

بھی جنہیں اہلِ بیت کے عنوان سے یاد کیا جاتا ہے یہ مؤقف کسی ایک جانب کے غلو کا نہیں بلکہ مستقیم اور معتدل راستے کا نمائندہ ہے جو دونوں دلائل کو باہم جوڑتا ہے۔

سوشل میڈیا اور آیتِ تطہیر کا فکری بگاڑ

تاہم عصرِ حاضر میں سوشل میڈیا کے ذریعے اس مسئلے کو جس انداز میں پیش کیا جا رہا ہے وہ نہایت تشویشناک ہے بعض لوگ محبت کے نام پر یا جذبات کے زیرِ اثر حد سے بڑھ جاتے ہیں اور ایسے نظریات عام کرتے ہیں جو نہ قرآن و سنت کے مطابق ہیں اور نہ ہی نبوی تعلیمات کے مزاج سے میل کھاتے ہیں اس کے نتیجے میں ازواجِ مطہرات کے متعلق شکوک و شبہات جنم لیتے ہیں اور ایک عام مسلمان خصوصاً سوشل میڈیا کے نادیدہ دھارے میں بہنے والا نوجوان یہ گمان کرنے لگتا ہے کہ ازواجِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہلِ بیت میں شامل نہیں حالانکہ آیتِ تطہیر کے تحت ازواجِ مطہرات کو اہلِ بیت سے خارج ماننے کا کوئی حقیقی تصور موجود نہیں۔

بد قسمتی سے موجودہ دور میں علم و تحقیق کے نام پر سطحی فہم نے زور پکڑ لیا ہے چند جملوں یا مختصر کلپس میں ایسے حساس موضوعات کو پیش کیا جاتا ہے جو دراصل تفصیل و تدبر اور سیاق و سباق کے تقاضے رکھتے ہیں جب کسی بیان کے آغاز و انجام کو کاٹ کر صرف چند الفاظ دکھائے جاتے ہیں تو مفہوم بگڑ کر بالکل دوسری سمت چلا جاتا ہے یہی وہ طرزِ پیشکش ہے جو آج بڑے فتنوں کا ذریعہ بن چکا ہے اور جس کے اثرات نوجوانوں کے عقائد اور اہلِ بیت و ازواجِ مطہرات کی محبت پر گہرے اثر ڈال رہے ہیں۔

لٰہذا ہم نے ضروری سمجھا کہ بابِ سوم میں آیتِ تطہیر سے متعلق اصولی نکات کو واضح انداز میں پیش کیا جائے تاکہ یہ امر کھل کر سامنے آ جائے کہ ازواجِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی طرح آیتِ تطہیر کے مصداق ہیں جیسے پانچ نفوسِ قدسیہ اور ان دونوں میں تفریق کرنا قرآن و سنت کی روح کے سراسر منافی ہے اس کے ساتھ ہم اُن شبہات کا مختصر جائزہ بھی پیش کریں گے جو ازواجِ مطہرات کی شمولیت کے انکار پر مبنی ہیں خواہ وہ لغوی موشگافیاں ہوں تفسیری تاویلات ہوں احادیث سے من پسند مفہوم کشید کرنا ہو یا غیر معقول سوالات ہوں کیونکہ ان میں سے بیشتر چیزیں غیر علمی غیر اصولی اور فکری بد دیانتی پر مبنی ہیں۔

ہمارا مقصد کسی مکتبِ فکر کے ساتھ مناظرانہ تصادم نہیں بلکہ صرف یہ ہے کہ قرآن و سنت کی روشنی میں وہ موقف نمایاں کیا جائے جو اہلِ سنت والجماعت نے ہمیشہ اختیار کیا ہے تاکہ امتِ مسلمہ کے نوجوانوں کے اذہان کو فتنوں سے محفوظ رکھا جاسکے اور ان کے دلوں میں ازواجِ مطہرات، اہلِ بیتِ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی محبت و عقیدت کا رشتہ مضبوط و مستحکم رہے۔

آیتِ تطہیر میں ازواجِ مطہرات کی بنیادی حیثیت

اللہ رب العزت نے سورۃ الاحزاب کے ایک پورے رکوع میں ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے لیے متعدد احکام و ہدایات بیان فرمائیں اور انہی احکام کے تسلسل میں ارشاد ہوا إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيرا یعنی اے پیغمبر کے گھر والو تم سے ہر قسم کی آلائش کو دور کرنا اور تمہیں پاکیزہ بنانا اللہ کا ارادہ ہے۔

اس آیتِ مبارکہ کا سیاق و سباق اس حقیقت پر روشن دلیل ہے کہ اہلِ بیت سے مراد سب سے پہلے ازواجِ مطہرات ہیں کیونکہ یہ آیت انہی کے متعلق احکام کے ضمن میں وارد ہوئی ہے اہلِ علم پر یہ بات مخفی نہیں کہ اگر پورے رکوع کو ایک تسلسل کے ساتھ پڑھا جائے اور کوئی شخص تعصب یا نظریاتی بخار سے آزاد ہو کر محض انصاف کی عینک لگا کر غور کرے تو وہ اس بات میں دوسری رائے نہیں رکھ سکتا کہ یہاں خطاب بنیادی طور پر ازواجِ مطہرات سے ہی ہے اور یہی وہ مقدس نفوس ہیں جنہیں قرآن نے اہلِ بیت قرار دیا ہے۔

البتہ احادیثِ کساء وغیرہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی چادر تطہیر کے نیچے پانچ نفوسِ قدسیہ کو جمع فرما کر ان کے اہلِ بیت ہونے کی عظمت واضح فرمائی اور یوں آیتِ تطہیر میں جہاں اصولی طور پر اہلِ بیت سے مراد ازواجِ مطہرات ہیں وہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی چادرِ مبارک کے زیرِ سایہ اپنے اہلِ بیت کی خاص جماعت کو بھی شامل فرمایا اس لیے یہ کہنا کہ احادیثِ کساء کی روشنی میں ازواجِ مطہرات اہلِ بیت سے خارج ہو گئیں یا یہ دعویٰ کرنا کہ صرف پانچ نفوسِ قدسیہ ہی اہلِ بیت ہیں دونوں ہی انتہا اور غلو پر مبنی نظریات ہیں حق اور اعتدال کی راہ یہی ہے کہ قرآن کی صریح وضاحت کے مطابق اہلِ بیت میں ازواجِ مطہرات داخل ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے فرمان کے ذریعے مزید وضاحت فرما کر بعض دیگر اہلِ بیت کو بھی اس دائرے میں شامل فرما دیا۔

سورۂ ہود کی روشنی میں اہلِ بیت کے مفہوم کا قرآنی تسلسل

قرآنِ مجید کی سورۂ ہود میں اللہ ربّ العزت نے حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ محترمہ کے لیے اہلِ بیت کا لفظ استعمال فرمایا جب فرشتوں نے انہیں بیٹے اور پوتے کی خوشخبری دی اور وہ اس پر تعجب میں پڑ گئیں تو ارشاد ہوا قالوا أتعجبين من أمر الله رحمت الله وبركاته عليكم أهل البيت إنه حميد مجيد اس آیتِ مبارکہ میں خطاب براہِ راست حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ محترمہ سارہ علیہا السلام سے ہے اور فرشتوں نے انہیں اہلِ بیت کہہ کر پکارا جو اس امر کی کھلی دلیل ہے کہ اہلِ بیت کے مفہوم میں بیوی سب سے پہلا درجہ رکھتی ہے اب اگر کوئی صاحبِ علم شخص اس آیت پر غیر جانب داری سے غور کرے تو اسے سمجھنے میں کسی بڑی فکری مشقت کی حاجت نہیں پڑے گی کہ قرآنِ کریم نے یہاں بیوی کو صراحت کے ساتھ اہلِ بیت قرار دیا ہے۔

اس حوالے سے سورۃ طٰہ، سورۃ مریم اور سورۃ قصص میں بھی اس نوع کے دلائل موجود ہیں باذوق احباب وہاں اپنا علمی ذوق تازہ کر سکتے ہیں۔

یہ بات نہایت قابلِ توجہ ہے کہ قرآنِ کریم ایک ہی کلامِ الٰہی ہے اس کے مضامین ایک دوسرے سے متصادم نہیں ہو سکتے جب سورۂ ہود میں حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کی بیوی کو اہلِ بیت کہا گیا تو وہاں اس کا تسلیم کیا جانا سب کے نزدیک مسلم ہے لیکن جب سورۂ احزاب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کے لیے وہی تعبیر وارد ہوئی تو بعض لوگوں نے بلاوجہ یہ گمان کیا کہ یہاں بیویاں اہلِ بیت کے مفہوم سے خارج ہیں یہ طرزِ فکر خود قرآن کے اس تسلسل سے متصادم ہے اس لیے کہ اگر حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ اہلِ بیت میں شامل ہیں تو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات بدرجہ اولیٰ اس فضیلت کی مستحق ہیں۔

یہ حقیقت کسی تعصب یا مبالغے کی محتاج نہیں کہ قرآن کے بیان کردہ اصول کے مطابق ازواجِ مطہرات یقیناً اہلِ بیت میں شامل ہیں اور یہ کہنا کہ ازواجِ مطہرات اہلِ بیت نہیں بلکہ صرف پانچ نفوسِ قدسیہ ہی مراد ہیں یہ بات درست تاثر نہیں رکھتی کیونکہ اہلِ بیت کا دائرہ ان نفوسِ قدسیہ کے ذکر سے محدود نہیں بلکہ ان کی عظمت کے ساتھ ساتھ ازواجِ مطہرات کا شمول بھی قرآنی تصریحات سے ثابت ہے۔

زبانِ نبوت سے ازواجِ مطہرات کا اہلِ بیت ہونا

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بُنِيَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ بِخُبْزٍ وَلَحْمٍ فَأُرْسِلْتُ عَلَى الطَّعَامِ دَاعِيًا فَيَجِيءُ قَوْمٌ فَيَأْكُلُونَ وَيَخْرُجُونَ ثُمَّ يَجِيءُ قَوْمٌ فَيَأْكُلُونَ وَيَخْرُجُونَ فَدَعَوْتُ حَتَّى مَا أَجِدُ أَحَدًا أَدْعُو فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ مَا أَجِدُ أَحَدًا أَدْعُوهُ قَالَ ارْفَعُوا طَعَامَكُمْ وَبَقِيَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ يَتَحَدَّثُونَ فِي الْبَيْتِ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **فَانْطَلَقَ إِلَى حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ فَقَالَتْ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ كَيْفَ وَجَدْتَ أَهْلَكَ بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فَتَقَرَّى حُجَرَ نِسَائِهِ كُلِّهِنَّ يَقُولُ لَهُنَّ كَمَا يَقُولُ لِعَائِشَةَ وَيَقُلْنَ لَهُ كَمَا قَالَتْ عَائِشَةُ** ثُمَّ رَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا ثَلَاثَةٌ مِنْ رَهْطٍ فِي الْبَيْتِ يَتَحَدَّثُونَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَدِيدَ الْحَيَاءِ فَخَرَجَ مُنْطَلِقًا نَحْوَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَمَا أَدْرِي آخْبَرْتُهُ أَوْ أُخْبِرَ أَنَّ الْقَوْمَ خَرَجُوا فَرَجَعَ حَتَّى إِذَا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي أُسْكُفَّةِ الْبَابِ دَاخِلَةً وَأُخْرَى خَارِجَةً أَرْخَى السِّتْرَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ وَأُنْزِلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ۔[4]

حضرت انسؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ نے حضرت زینب بنت جحشؓ سے نکاح کے بعد گوشت اور روٹی پر مشتمل کھانا تیار کیا تو مجھے لوگوں کو بلانے کے لیے بھیجا گیا۔ لوگ آتے کھانا کھا کر واپس چلے جاتے پھر دوسرے لوگ آتے وہ بھی کھا کر واپس چلے جاتے۔ میں نے سب کو بلایا حتی کہ کوئی شخص ایسا نہ رہ گیا جسے میں نے نہ بلایا ہو۔ میں نے عرض کی اللہ کے نبی اب کوئی شخص بلانے کے لیے باقی نہیں رہا تو آپ نے فرمایا اب دستر خوان اٹھالو تین شخص گھر میں بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ **نبی ﷺ گھر سے اٹھ کر سیدہ عائشہؓ کے حجرہ کی طرف گئے اور فرمایا السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ سیدہ عائشہؓ نے جواب میں کہا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ آپ نے اپنے اہل کو کیسے پایا؟ اللہ تعالیٰ آپ کو برکت عطا فرمائے۔ پھر آپ نے تمام ازواج مطہرات کے حجروں کا دورہ فرمایا اور جس طرح حضرت عائشہؓ سے فرمایا تھا اسی طرح سب سے فرمایا** اور انہوں نے بھی وہی جواب دیا جو حضرت عائشہؓ نے دیا تھا۔ اس کے بعد نبی ﷺ واپس تشریف لائے تو وہ تین حضرات ابھی گھر میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ نبی ﷺ کے مزاج میں بہت شرم وحیا تھی اس لیے پھر سیدہ عائشہؓ کے حجرے کی طرف چلے گئے۔ مجھے یاد نہیں کہ خود میں نے آپ ﷺ کو اطلاع

[4] صحیح البخاري: كِتَاب تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ، بَاب قَوْلِهِ لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ۔۔۔ صحیح مسلم، کتاب النکاح

دی یا کسی اور نے آپ کو بتایا کہ اب وہ تینوں حضرات چلے گئے ہیں چنانچہ آپ ﷺ واپس آئے اور دروازے کی چوکھٹ میں آپ کا ایک پاؤں اندر اور ایک باہر تھا کہ آپ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ گرا لیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے پردے کی آیت نازل فرمائی۔

توضیح واستدلال

اس روایت میں خود رسولِ کریم ﷺ نے اپنی ازواجِ مطہرات کو براہِ راست اہلِ بیت کہہ کر مخاطب فرمایا آپ ﷺ نے فرمایا **السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ** اور روایت مسلم میں **السَّلَامُ عَلَيْكُمْ كَيْفَ أَنْتُمْ يَا أَهْلَ الْبَيْتِ؟** اور یہی جملہ تمام ازواج کے حجروں میں دہرایا یہ زبانِ نبوت سے صادر شدہ خطاب ہے جس کے بعد کسی تاویل یا تخصیص کی گنجائش نہیں رہتی اگر آیتِ تطہیر کے دائرۂ تقدیس سے ازواجِ مطہرات کو خارج کرنا مقصود ہوتا تو رسولِ اکرم ﷺ کبھی اپنی زبانِ اقدس سے ازواج کو اہلِ بیت نہ فرماتے یہ الفاظ خود ایک قطعی اور روشن دلیل ہیں کہ اہلِ بیت کے مفہوم میں ازواجِ مطہرات داخل ہیں لہٰذا اس کو کسی تفسیری و لغوی موشگافیوں سے رد کرنا قرآن و سنت کے فہم کے خلاف ہے۔

یہ حقیقت بھی قابلِ غور ہے کہ اس موقع پر خطاب براہِ راست ازواجِ مطہرات ہی سے تھا پس یہ کہنا کہ اہلِ بیت سے مراد صرف پانچ نفوسِ قدسیہ ہیں اور ازواجِ مطہرات اس دائرے سے خارج ہیں عقل و نقل کے منافی ہے بلکہ درحقیقت دونوں طبقات اہلِ بیت کے تقدیس و شرف میں شامل ہیں۔

ازواجِ مطہرات کا قرآنی شرف

اس باب میں اگرچہ بے شمار دلائل پیش کیے جاسکتے ہیں جو یہ ثابت کرتے ہیں کہ ازواجِ مطہرات حضورِ کریم ﷺ کے آیتِ تطہیر کی روشنی میں اہلِ بیت میں شامل ہیں تاہم ہم نے طوالت سے بچنے اور قارئین کے تسلسلِ مطالعہ کو برقرار رکھنے کے لیے صرف تین بنیادی دلائل پر اکتفا کیا ہے یہ تینوں دلائل اہلِ علم و ایمان کے لیے نہایت واضح مدلل اور اطمینان بخش ہیں جو انشاء اللہ محبینِ اہلِ بیت محبینِ صحابہ کرام اور محبینِ ازواجِ مطہرات رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لیے تسکینِ قلب اور شرحِ صدر کا ذریعہ ہوں گے۔

یہ بات بھی واضح رہے کہ ازواجِ مطہرات کے اہلِ بیت ہونے کے اثبات سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ پانچ نفوسِ قدسیہ کے مقامِ تطہیر و تقدیس میں کوئی کمی کی گئی ہو یا انہیں اہلِ بیت کے دائرے سے خارج سمجھا گیا ہو حقیقت یہ ہے کہ قرآن و سنت دونوں کی روشنی میں ازواجِ مطہرات اور پانچ نفوسِ قدسیہ ہر دو طبقے اپنے اپنے مقام پر اہلِ بیت کے شرف و تقدیس میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔

رِفض کے فکری سانچے سے نکلے ہوئے شبہات کا منصفانہ جائزہ

اب ہم رِفض کے فکری سانچے سے نکلنے والے اُن شبہات اور من پسند تشریحات کا نہایت مختصر علمی و منصفانہ جائزہ پیش کریں گے جن کے ذریعے بعض حلقے آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ نبویہ کو اپنی فکری تعبیرات کے تابع کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان تاویلاتِ باطلہ کا بنیادی مقصد یہی ہوتا ہے کہ کسی نہ کسی صورت میں ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو اہلِ بیتِ نبوی ﷺ کے دائرۂ تطہیر سے خارج ثابت کیا جائے۔

درحقیقت یہ تمام شبہات خواہ کسی بھی طبقے یا شخص کی زبان سے ظاہر ہوں فکری لحاظ سے روافض کے ہی ذہنی سانچے سے نمو پاتے ہیں ان کا محرک کوئی تحقیقی جذبہ نہیں بلکہ ایک ذہنی تعصب ہے جس کے زیرِ اثر قرآن و حدیث کے بعض حصوں کو من پسند معنی پہنا کر اصل مفہوم کو مسخ کیا جاتا ہے۔

یہ شبہات علمی اعتراضات کے درجے میں شمار نہیں کیے جاسکتے کیونکہ اعتراض ہمیشہ کسی حقیقت کے شعور کے ساتھ کیا جاتا ہے جبکہ ان بیانات میں مقصد صرف شبہ پیدا کرنا اور ذہنی انتشار پھیلانا ہے اس لیے ہم انہیں شبہات ہی کا نام دیتے ہیں نہ کہ اعتراضات یا سوالات۔ ہم ان شبہات کا متوازن اور انصاف پر مبنی تذکرہ کریں گے تاکہ ازواجِ مطہرات کے اہلِ بیت میں شامل ہونے کے تصور کو شرعی اور فکری بنیادوں پر مزید واضح اور محکم کیا جاسکے۔

پہلا شبہ

کہا جاتا ہے کہ سورۂ احزاب میں ازواجِ مطہرات کو خطاب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے آیاتِ مبارکہ میں مؤنث کے صیغے استعمال فرمائے جیسے وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ، وَلَا تَبَرَّجْنَ، وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ، وَآتِينَ الزَّكَاةَ اور وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ۔ لیکن آیت کے آخری حصے میں خطاب کا انداز بدل گیا اور مذکر کے صیغے اختیار کر لیے گئے إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ

الرِّجۡسَ أَهۡلَ الۡبَيۡتِ وَيُطَهِّرَكُمۡ تَطۡهِيرًا۔ اس تبدیلی سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ ازواجِ مطہرات آیتِ تطہیر کے مفہوم میں شامل نہیں بلکہ یہ آیت صرف اُن پانچ نفوسِ قدسیہ کے لیے نازل ہوئی ہے جنہیں حضورِ اکرم ﷺ نے حدیثِ کساء میں اپنے زیرِ عباء جمع فرمایا تھا۔

پہلے شبہ کا جواب

سورۂ احزاب آیت 33 میں ضمائر کے انداز کی جو تبدیلی آئی ہے اس سے یہ بات ہر گز ثابت نہیں ہوتی کہ ازواجِ مطہرات یعنی ازواجِ رسول ﷺ آیتِ تطہیر کی روشنی میں اہلِ بیت سے خارج ہیں بلکہ ان ضمائر کی تبدیلی کا مقصد یہ ہے کہ قرآنِ کریم نے یہاں عربی زبان کے بلیغ اسلوب اور قانونِ تغلیب کو اختیار کیا یعنی جہاں صرف خواتین کا ذکر ہو وہاں مؤنث کے صیغے استعمال ہوتے ہیں اور جہاں مرد و عورت دونوں کا ذکر ہو وہاں مذکر کے صیغے لائے جاتے ہیں جن کے مفہوم میں خواتین بھی شامل ہوتی ہیں اس لئے مذکر صیغوں کا استعمال ازواجِ مطہرات کے اخراج کی دلیل نہیں بلکہ ان کے شمول کی علامت ہے قرآنِ کریم میں اس طرز کی کئی مثالیں موجود ہیں جہاں عمومِ خطاب میں مرد و عورت دونوں شامل ہیں۔

اگر کوئی یہ کہے کہ مؤنث سے مذکر صیغے کی تبدیلی ازواجِ مطہرات کے اخراج کی دلیل ہے تو پھر یہی بات حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بھی صادق آئے گی جو پانچ نفوسِ قدسیہ میں واحد خاتون ہیں کیونکہ وہاں بھی مذکر کے صیغے استعمال ہوئے ہیں لیکن چونکہ وہ ان صیغوں کے عموم میں شامل ہیں اس لئے وہ آیتِ تطہیر کے مفہوم سے خارج نہیں ہوتیں عین اسی طرح ازواجِ مطہرات بھی مذکورہ آیت کے مفہوم میں شامل ہیں اس لئے ضمائر کی تبدیلی سے اخراج نہیں بلکہ شمول ثابت ہوتی ہے اور یہی فہم قرآن کے بلیغ اسلوب اور عربی زبان کے اصول کے عین مطابق ہے۔

ازواجِ رسول ﷺ کو اہلِ بیت سے خارج کرنے کی ایک فکری چال

ازواجِ رسول ﷺ کو آیتِ تطہیر کی روشنی میں اہلِ بیت سے خارج ثابت کرنے کی کوشش کوئی نئی بات نہیں بلکہ اس کے پیچھے ایک منظم فکری مہم عرصہ دراز سے جاری ہے۔ اس مہم کے علمبردار عموماً وہی پرانے شبہات نئے انداز میں

دہرا کر پیش کرتے ہیں **بدقسمتی سے آج کا سوشل میڈیا جو تحقیق سے زیادہ لائکس اور شیئرز کی بنیاد پر چلتا ہے** ایسے لوگوں کے لیے بہترین پلیٹ فارم بن چکا ہے وہاں تحقیق کے نام پر مخصوص جذباتی نعرے اور مخصوص فکری سانچوں میں ڈھلے تراجم و سوالات و مضامین عام کیے جاتے ہیں تاکہ علمی رعب بھی قائم ہو اور فکری انتشار بھی خوب پھیلائی جا سکے۔

تحقیق کے لبادے میں گمراہی ایک فکری تجزیہ

عام طور پر حضرت اُمِّ سلمہؓ اور حضرت عائشہؓ سے منقول بعض احادیث یا دیگر روایات کے چند جملے نقل کر کے یہ تاثر دینے کی کوشش کی جاتی ہے کہ گویا رسولِ اکرم ﷺ نے اپنی ازواجِ مطہرات کو اہلِ بیت کے دائرہ تقدیس سے خارج فرما دیا حقیقت میں یہ طرزِ استدلال علمی نہیں بلکہ ایک غیر منصفانہ فکری چال ہے جس کے ذریعے ایک مخصوص مفہوم اور سنسنی سادہ لوح مسلمانوں میں پھیلائی جاتی ہے۔

ایسے حوالہ جات کا مقصد تحقیق نہیں بلکہ دو سطحی اثرات پیدا کرنا ہوتا ہے۔

اوّل یہ کہ عام قارئین پر علمی رعب ڈالا جائے تاکہ وہ محض کتب و روایات کے نام دیکھ کر مرعوب ہو جائیں دوم یہ کہ ان کے ذہنوں میں شکوک و شبہات پیدا کیے جائیں۔

چونکہ بیشتر لوگ صرف تراجم پر انحصار کرتے ہیں اس لیے جب ترجمے کسی خاص فکری ذہنیت کے تابع ہوں تو وہ خود گمراہی کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔

یہی وہ پہلا زینہ ہے جس پر قدم رکھتے ہی سادہ لوح مسلمان فکری انحراف کی جانب بڑھنا شروع کر دیتا ہے ابتدا میں اسے ازواجِ مطہرات کے اہلِ بیت میں شامل ہونے پر شک پیدا کیا جاتا ہے پھر یہی شک تطہیر کے مفہوم کو عصمت کے عقیدے میں تبدیل کرنے تک پہنچا دیا جاتا ہے نتیجتاً ازواجِ مطہرات کے بارے میں بدگمانی بلکہ نعوذ باللہ الزامات اور گستاخانہ جملے گھڑ لیے جاتے ہیں۔

درحقیقت آیتِ تطہیر سے ازواجِ مطہرات کو نکالنے کی کوشش صرف ایک مقدمہ ہوتا ہے اور اصل مقصد یہ نہیں کہ حق واضح کیا جائے بلکہ ذہنوں کو اس فکری انحراف کے لیے تیار کرنا ہوتا ہے جس میں بعد ازاں ائمہ اہل بیت کے

مقام کو انبیاء و مرسلین سے بھی بلند قرار دیا جاتا ہے جیسا کہ بعض باطل نظریات میں کہا گیا إِنَّ لِأَئِمَّتِنَا مَقَامًا لَا يَبْلُغُهُ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ ۔ ہمارے ائمہ کا مقام ایسا ہے جس تک نہ کوئی مقرب فرشتہ پہنچ سکتا ہے اور نہ کوئی نبی یا رسول۔

اسی ذہنیت کے زیرِ اثر ازواجِ مطہرات پر طعن و تشنیع اور اہلِ بیت کے تقدس کو ہتھیار بنا کر صحابہ کرامؓ کے خلاف بدگمانیاں پیدا کی جاتی ہیں رفتہ رفتہ یہی سوچ ایک عام مسلمان کو اہلِ سنت والجماعت کے اجماعی عقائد سے ہٹا کر فکری گمراہی کی راہ پر ڈال دیتی ہے جہاں تحقیق کے نام پر انحرافِ فکر چھپا ہوتا ہے۔

بدقسمتی یہ ہے کہ سادہ لوح یا جزوی علم رکھنے والے افراد جو مکتبِ اہلِ سنت کے حوالے سے محض سطحی معلومات پر تکیہ کرتے ہیں ایسے پروپیگنڈے کا آسان شکار بن جاتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ وہ تحقیق کر رہے ہیں حالانکہ در حقیقت وہ تحقیق کے لبادے میں گمراہی کو پھیلا رہے ہوتے ہیں۔

برادرِ مکرم فاضلِ نوجوان علامہ سید وسیم الحسن شاہ صاحب زیدہ مجدہ

مجھے فاضلِ نوجوان علامہ سید وسیم الحسن شاہ صاحب کا ایک جملہ یاد آیا جو آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے علامہ صاحب نے علماء کونسل کی ایک نشست میں ارشاد فرمایا تھا۔

هم نے اہلِ بیت علیہم السلام کی عظمت مقام اور فضائل کو عام کرنا ہے مگر اس کے لیے ہمیں اپنا مورچہ بدلنے کی ضرورت نہیں ہم جہاں ہیں وہیں سے کام کر سکتے ہیں۔

یہ فقط ایک جملہ نہیں بلکہ فکری اصول ہے کہ محبتِ اہلِ بیت ایمان کا حصہ ہے مگر اس کے لیے اعتدال پر مبنی عقائدِ اہلِ سنت کو قربان نہیں کیا جا سکتا۔

دوسرا شبہ اور اس کا پس منظر

جو لوگ آیتِ تطہیر کی روشنی میں ازواجِ مطہرات رضوان اللہ تعالیٰ عنہن کو اہلِ بیت سے خارج سمجھتے ہیں وہ عموماً احادیثِ مبارکہ کے ان جملوں کو دلیل بناتے ہیں جن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا هؤلاء عترتي و اهلي فاذهب عنهم الرجس۔ اللهم هؤلاء اهل بيتي وخاصتي اذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهيرا۔

ان کلماتِ مبارکہ کو وہ اس انداز میں پیش کرتے ہیں کہ گویا ان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پانچ نفوسِ قدسیہ (حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن، حضرت حسین اور خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اہلِ بیت قرار دے کر ازواجِ مطہرات کو اہلِ بیت سے خارج فرمادیا۔

لیکن اگر انصاف کی نگاہ سے دیکھا جائے تو حقیقت بالکل برعکس ہے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زبانِ اقدس سے صادر ہونے والے یہ کلمات دراصل ان پانچ نفوسِ قدسیہ کی خصوصیت فضیلت اور مقامِ قربت کو ظاہر کرتے ہیں نہ کہ دوسروں کے انکار یا اخراج کو یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان الفاظ کے ذریعے یہ واضح فرمایا کہ یہ بھی اہلِ بیت میں شامل ہیں اور ان کا درجہ نسبت اور طہارت خاص ہے۔

اگر یہ احادیثِ مبارکہ نہ ہوتیں تو محض قرآنِ کریم کی آیت سے یہ تفصیل اور خصوصیت ظاہر نہ ہوتی اس لیے ان احادیث سے ان کی شمولیت تو ثابت ہوتی ہے ازواجِ رسول کا اخراج نہیں پھر یہ الفاظ کوئی مجہول یا سریانی یا عبرانی زبان کے نہیں بلکہ عربی زبان کے عام اور معروف الفاظ ہیں جنہیں ہر اہلِ زبان سمجھ سکتا ہے لہٰذا ان سے ازواجِ مطہرات کے اہلِ بیت سے اخراج پر استدلال کرنا علمی انصاف کے خلاف اور قرآنِ مجید کے کے منافی ہے۔

مولانا مودودیؒ نے اس حوالے سے خوب ترجمانی کی ہے۔ کما مرّ آنفاً۔

درحقیقت ایسے استدلالات کا مقصد اکثر سادہ لوح افراد کو اپنی فکری جال میں پھنسانا ہوتا ہے مگر حقیقت یہی ہے کہ ان احادیثِ طیبہ کے الفاظ سے اہلِ بیت میں ازواجِ مطہرات کے اخراج کا کوئی ثبوت نہیں نکلتا اور اس عقیدہ کی عمارت ان الفاظ پر کھڑی نہیں کی جاسکتی کیونکہ یہ طرزِ استدلال قرآن وسنت اور مکتبِ اہلِ سنت کے خلاف ہے۔

احادیث کے مختلف قطعات

إنّک لعلی خیر ولم یدخلنی معھم۔ انت علی مکانک وانت علی خیر۔ إنک علی خیر۔ تنحی فإنک علی خیر۔ إنک من ازواج النبی۔ مکانک انت علی خیر۔ إنک لعلی خیر وہولاء اہل بیتی۔ فجذبہ من یدی۔ فو اللہ ما انعم۔ اجلسی مکانک فانک علی خیر۔

یہ تمام الفاظ مختلف روایات میں وارد ہوئے ہیں اور ان سب کا مفہوم نہایت واضح اور متوازن ہے ان میں کسی ایک جگہ

بھی ایسا اشارہ نہیں ملتا کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہم اجمعین کو آیت تطہیر کے مصداق سے خارج فرمایا ہو بلکہ ان تمام تعبیرات کا مرکزی نکتہ یہ ہے کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کو تسلی دی کہ وہ اپنی حالت پر ہیں ان کا درجہ خیر پر ہے اور ان کے لیے خیر ہی خیر ہے یعنی وہ دین اور طہارت میں کامل اور برتر مقام پر فائز ہیں اس لیے آپ اپنی جگہ پر رہیں آپ خیر پر ہیں یعنی انہیں اہل بیت میں شامل ہونے کے لئے کساء میں آنے کی ضرورت نہیں کیونکہ انہیں اللہ تعالیٰ نے پہلے سے ہی اہل بیت قرار دیا ہے۔

اب اگر ہم ان جملوں کی سیاقی پہلو سے دیکھیں تو واضح ہوتا ہے کہ لفظ خیر یہاں مدح اور رضا کے مفہوم میں ہے گویا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم نیکی پر ہو پاکیزگی پر ہو اور کسی محرومی کا اندیشہ نہیں اس لیے کہ تمہارا حصہ اس طہارت میں ویسے ہی شامل ہے جس کا ذکر آیت کریمہ میں ہو چکا ہے۔

چادر کے واقعے کا مقصد اختصاص اور مزید تکریم تھا نہ کہ اخراج یا تفریق اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند مخصوص نفوس قدسیہ کو جمع فرمایا تاکہ ان پر بطور خاص دعا فرمائی اور امت کے سامنے ان کی فضیلت ظاہر فرمائی لیکن اس کے ساتھ ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کو یہ فرما کر کہ انت علی مکانک وانت علی خیر یہ واضح کر دیا کہ تم بھی خیر پر ہو تم بھی اہل طہارت میں شامل ہو اس موقع پر چادر میں شامل نہ کرنا کسی درجہ میں ان کی طہارت یا شمولیت کو سلب نہیں کرتا کیونکہ قرآن کریم نے آیت تطہیر کے آغاز سے قبل ازواج مطہرات کو ہی خطاب فرمایا ہے جس میں ان کے لیے متعدد اوامر ونواہی بیان کیے گئے ہیں اور آخر میں فرمایا گیا انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اہل البیت ویطھر کم تطھیرا۔

یہ ترتیب اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ آیت تطہیر کے نزول کے وقت ازواج مطہرات شاملِ خطاب تھیں اور اس طہارت کی دعا وتصدیق انہی کے ضمن میں نازل ہوئی بعد ازاں حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چادر کے واقعے کے ذریعے پانچ نفوس قدسیہ کو بھی اس شمولیت میں خاص دعا کے ذریعہ مزید فضیلت عطا فرمائی۔

لہٰذا یہ کہنا کہ چادر کے واقعے میں ازواج مطہرات کو شامل نہ کرنا ان کے اخراج کی دلیل ہے یہ سراسر علمی و لغوی خطا ہے کیونکہ اگر کسی کو خارج فرمانا مقصود ہوتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لب ہائے مبارک سے کبھی الفاظ خیر نہ نکلتے بلکہ اس کے برعکس اس نوع کے الفاظ آتے مگر یہاں ہر روایت میں لفظ خیر تصدیق و تکریم کے لیے آیا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ آیت تطہیر کا ابتدائی سیاق ازواج مطہرات کے لیے ہے اور چادر کا واقعہ اس سیاق کے منافی نہیں بلکہ متمم اور مکمل کرنے والا ہے اس میں اہل کساء کی خصوصی دعا کا ذکر ہے اور ازواج مطہرات کی عمومی طہارت کی تصدیق۔

لہٰذا یہ کہنا کہ ازواج مطہرات آیت تطہیر سے خارج ہوئیں انصاف علم اور دیانت کے تمام اصولوں کے خلاف ہے بلکہ یہ وہ طرز استدلال ہے جو پہلے سے قائم ذہنی مقدمات کی بنیاد پر نصوص کو موڑنے کی کوشش کرتا ہے۔ درحقیقت دیانت کا تقاضا یہ ہے کہ چادر کے واقعے اور آیت تطہیر دونوں کو ایک دوسرے کے مخالف نہیں بلکہ ایک دوسرے کے متمم کے طور پر دیکھا جائے تاکہ آیت کی جامعیت برقرار رہے اور امت کے سامنے اہل بیت کی پوری تصویر روشن اور متوازن انداز میں ظاہر ہو۔

تیسرا شبہ اور اس کا پس منظر

ایک شبہ یہ بھی پیش کیا جاتا ہے کہ گویا ایک فہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے اور دوسرا فہم ہمارا اور یہ کہ ہمارے فہم کو فہم نبوی کے مقابل لا کر کھڑا کر دیا جاتا ہے یہ دراصل فکری مغالطہ ہے جو بات کے اصل محل کو بدل دیتا ہے حقیقت یہ ہے کہ اہل سنت والجماعت کا موقف کسی ذاتی یا خود ساختہ فہم پر قائم نہیں بلکہ براہ راست قرآن و سنت کے ظاہر اور متصل سیاق پر قائم ہے جہاں تک پانچ نفوس قدسیہ کا تعلق ہے ان کے اہل بیت ہونے میں کوئی اختلاف نہیں کیونکہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے ان کی تطہیر کی دعا فرمائی انہیں چادر میں جمع فرمایا اور ان کے لیے خصوصی برکت کی دعا کی یہ خصوصیت ان کی فضیلت اور مرتبے کی دلیل ہے نہ کہ دیگر اہل بیت کے اخراج کی۔

اب جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ چادر کے واقعے میں پانچ نفوس قدسیہ کو لینا گویا آیت تطہیر کو انہی کے ساتھ خاص کر دینا ہے وہ اس بات کو نظر انداز کر دیتے ہیں کہ قرآن کریم کا سیاق خود آیت تطہیر سے پہلے ازواج مطہرات کے بارے میں نازل ہوا ہے ان کے آداب ان کے اوامر ونواہی بیان ہوئے اور انہی خطابوں کے متصل آخر میں یہ ارشاد فرمایا گیا انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اہل البیت ویطھر کم تطہیرا اب جو شخص تھوڑا بھی تدبر سے قرآن کو دیکھے گا وہ یہ ماننے پر مجبور ہو گا کہ اہل البیت کا سارا خطاب ازواج مطہرات سے مربوط ہے لہٰذا ازواج مطہرات کو خارج کر دینا خود فہم نبوی کے برعکس عمل ہے۔

اس لیے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانچ نفوس قدسیہ کو چادر میں جمع فرمایا تو اس کا مفہوم یہ نہیں کہ باقی اہل بیت اس سے خارج ہو گئے بلکہ یہ کہ ان کی خصوصیت اور قربت کو نمایاں کیا جائے تاکہ امت کے سامنے ان کا مقام واضح ہو جائے یہاں اصل کلام اخراج پر نہیں بلکہ اختصاص پر ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللھم ھؤلاء اھل بیتی فاذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا یعنی یہ میرے اہل بیت ہیں ان پر بھی وہی دعالاگو ہو جو قرآن نے ازواج کے لیے نازل فرمائی تھی پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے عمل سے آیت کے مفہوم کو وسعت دی تنگ نہیں کیا۔

سیاقِ قرآن فہمِ نبوی کی روشنی میں

یہ کہنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فہم ایک اور ہمارا فہم دوسرا ہے یہ محض فکری سادہ لوحی ہے کیونکہ اہل سنت کا فہم بھی دراصل وہی ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلمات اور قرآن کے سیاق سے براہ راست نکلتا ہے ہم نے کہیں اپنی طرف سے کوئی اضافہ نہیں کیا بلکہ ہم نے سیاق کو اپنے اصل مقام پر رکھا ہے اور حدیث کو قرآن کے تابع سمجھا ہے نہ کہ قرآن کو کسی جزوی روایت کے تابع۔

حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ یہ شبہ پیش کرتے ہیں وہ اپنے مخصوص عقیدے کے دفاع میں متن کو مروڑتے ہیں وہ پہلے سے یہ طے کر لیتے ہیں کہ اہل بیت صرف پانچ ہیں پھر آیات اور احادیث کو اسی نظریے پر ڈھالنے کی کوشش کرتے

ہیں جبکہ اہل سنت والجماعت کا طریقہ یہ ہے کہ نصوص کو ان کے ظاہری اور متصل مفہوم کے مطابق سمجھا جائے تاکہ قرآن و سنت میں تطبیق پیدا ہو نہ تضاد۔

اس لیے یہ کہنا کہ ازواج مطہرات اہل بیت سے خارج ہیں یہ نہ قرآن کے سیاق سے مطابقت رکھتا ہے نہ حدیث کے الفاظ سے اور نہ ہی عقل و فہم نبوی سے بلکہ یہ محض ایک ذہنی مفروضہ ہے جس کا نتیجہ امت میں اختلاف نفرت اور اہل بیت و ازواج مطہرات کی توہین کی صورت میں نکلتا ہے۔

پس دیانت کا تقاضا یہی ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلمات بابرکات کو اس کے پورے تناظر میں سمجھیں نہ کہ کسی ایک موقع یا جزوی روایت کو بنیاد بنا کر مکمل مفہوم کو محدود کر دیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جن پانچ نفوس قدسیہ کو چادر میں جمع فرمایا ان کی فضیلت کو ظاہر فرمایا لیکن اس کے ساتھ ساتھ اپنی ازواج مطہرات کو بھی خیر پر قرار دیا اور یہ دونوں پہلو مل کر آیت تطہیر کے جامع مفہوم کو مکمل کرتے ہیں۔

یہاں نہ کوئی فہمِ نبوی کے مقابل ہے نہ کوئی اپنی عقل کا فلسفہ بلکہ اصل بات صرف اتنی ہے کہ قرآن کی آیت اور حدیث نبوی دونوں کو ان کے محل کے ساتھ سمجھا جائے اور تنگ نظری سے پرہیز کیا جائے کیونکہ یہی طریقہ اہل سنت کا ہے اور یہی انصاف و اعتدال کا راستہ۔

ہاں ایک بات ضرور ہے کہ روافض اور ان سے متاثر قابلِ رحم لوگوں نے اپنے فہم کو فہمِ رسول بنا کر پیش کیا اور پھر اسے اہل سنت والجماعت کے معتدل اور متوازن نظریہ وعقیدہ کے مقابل کھڑا کرنے کی ناکام کوشش کی۔

خلاصہ کلام

ازواجِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلِ بیت ہونے کو مشکوک بنانا مکتبِ اہلِ سنت کا مزاج نہیں بلکہ رِفض کے فکری سانچے میں ڈھلا ہوا وہی پرانا طریقہ واردات ہے جو امت کو تقسیم اور باہمی احترام کو مجروح کرنے کے لیے اختیار کیا گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنی چادرِ مبارک کے زیرِ سایہ پانچ نفوسِ قدسیہ کو جمع فرمانا ان کی عظمت ان کی فضیلت اور ان کے مقام کی وضاحت کے لیے تھا ازواجِ رسول کو اہلِ بیت سے خارج کرنے کے لیے نہیں تھا۔

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اہلِ کساء میں پانچ نفوسِ قدسیہ کو شامل فرمانا اور ازواجِ مطہرات کو شامل نہ فرمانا دراصل ایک حکیمانہ ترتیب تھی کیونکہ ازواجِ رسول کو قرآنِ کریم پہلے ہی سے اہلِ بیت قرار دے چکا تھا لہٰذا ان کے لیے دوبارہ اس دائرے میں شامل ہونے کے لیے چادر میں آنے کی ضرورت باقی نہ تھی وہ تو اس طہارت کے مفہوم کا پہلا مصداق تھیں جن کے متعلق ربِ کریم نے فرمایا انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اہل البیت ویطھرکم تطہیرا۔

ازواجِ رسول کا اہلِ بیت ہونا قرآن وحدیث سے ثابت اور روشن حقیقت ہے اس کے لیے کسی نئی دلیل گھڑنے یا کوئی مصنوعی تائید تراشنے کی قطعاً ضرورت نہیں جو نصوصِ قطعیہ سے ثابت ہو چکا ہو اسے ظنون وتاویلات کی بھول بھلیوں میں لے جانا دراصل فکری انحراف کی وہ پہلی سیڑھی ہے جو بعد میں باطنی انکار اور عملی بے ادبی تک پہنچا دیتی ہے۔

ازواجِ مطہرات کے اہلِ بیت ہونے کو مشکوک بنانا دراصل ایک فکری انحراف بلکہ اعتقادی زوال کا مقدمہ ہے جس کا انجام امت کے باہمی احترام کے زوال پر منتج ہوتا ہے اہلِ سنت والجماعت کا عقیدہ ہمیشہ یہ رہا ہے کہ اہلِ بیت میں پانچ نفوس قدسیہ بھی شامل ہیں اور ازواجِ مطہرات رضوان اللہ علیہن اجمعین بھی کیونکہ طہارت کا شرف ان سب کے لیے قرآن وسنت سے ثابت ہے۔

اب اگر کوئی شخص چاہے وہ کسی بھی مکتبِ فکر سے وابستہ ہو مکتبِ رِفض کے نظریات کو اختیار کرتا ہے اسی مکتب کی کتابوں سے استدلال کرتا ہے اسی کے مؤلفات کو اپنی تحقیق کی بنیاد بناتا ہے اور یہ گمان کرتا ہے کہ وہ کوئی نئی جستجو یا آزاد تحقیق کر رہا ہے تو حقیقت میں وہ تحقیق نہیں کر رہا بلکہ **تحقیق کے ماتھے پر ایک بدنما داغ ثبت کر رہا ہے۔** کیونکہ تحقیق وہ نہیں جو تعصب کے سانچے میں ڈھل کر سامنے آئے بلکہ تحقیق وہ ہے جو نصوصِ قطعیہ فہمِ نبوی ﷺ، اور اسلافِ امت کی روشنی میں اعتدال وانصاف کے ساتھ ہو۔

مکتبِ اہلِ سنت والجماعت کا نظریہ نہ صرف واضح ہے بلکہ **دلائل کی روشنی میں مضبوط متوازن اور معتدل** ہے اسے رقیق تاویلات لفظی موشگافیوں یا حوالہ جاتی طوفانوں سے نہ تو توڑا جا سکتا ہے اور نہ ہی مشکوک بنایا جا سکتا ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ ایک سعی لاحاصل کی جا سکتی ہے۔

اس لیے ہر علم کے طالب پر لازم ہے کہ جب وہ کسی مسئلے پر لب کشائی کرے تو پہلے اپنا **فکری مورچہ** واضح کرے وہ کہاں کھڑا ہے؟ کس مکتب سے بات کر رہا ہے؟ کیونکہ جو اپنے مَوقِف کی بنیاد ہی دھندلا دے اس کا استدلال خواہ کتنا ہی مدلل کیوں نہ لگے دراصل **خود فریبی** کے سوا کچھ نہیں۔ لہٰذا ایسے فکری الجھاؤ میں پڑنے کے بجائے آدمی کو چاہیے کہ **اپنی آخرت اپنے عقیدے اور اپنے متعلقین کی ایمانیت** کے بارے میں فکر مند ہو۔ تحقیق کے نام پر انحراف سے بہتر ہے کہ **دیانت کے دامن کو مضبوطی سے تھامے** کیونکہ یہی وہ رستہ ہے جو فہمِ نبوی ﷺ اعتدالِ اہلِ سنت اور نجاتِ اُخروی تینوں کی ضمانت ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں قرآن و سنت کی صحیح فہم عطا فرمائے ہمیں جملہ اہلِ بیت و ازواجِ مطہرات اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ خالص عقیدت اور محبت نصیب فرمائے اور ہمیں ان فتنوں سے محفوظ رکھے جو تفرقے اور بدگمانی کو ہوا دیتے ہیں ہمارا مقصد کسی کو نیچا دکھانا نہیں بلکہ خدا گواہ ہے کہ ہم ازواجِ مطہرات اور اہلِ بیت اطہار کے احترام کی نگہبانی کو اپنا دینی فریضہ اور ذریعہ نجات سمجھتے ہیں۔

از قلم بندہ سید مکرم شاہ ایبٹ آباد

نائب امیر مرکزی علماء کونسل سادات سماجی تحریک

2025/10/23

6:48م